عقیدۂ ختم نبوت پر علمی و تحقیقی مجلہ
سہ ماہی
13
المنتہیٰ
جلد 3
اکتوبر تا دسمبر 2020ء
شمارہ 13
ربیع الاول
مبارک
مدیر اعلیٰ: خواجہ غلام دستگیر فاروقی

غلام دستگیر فاروقی نے منہاج القرآن پبلی کیشنز سے چھپوا کر آستانہ چشتیہ خیریہ شکر گڑھ سے شائع کیا۔

مرکزی آفس: آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس (چک امرو روڈ) شکر گڑھ
ذیلی آفس: دار العلوم جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور
E-mail:farooqi4156@hotlook.com

فہرست

حمد باری تعالیٰ

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں
وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے
وہی خدا ہے
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی
وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانہ لاشعور میں جگمگا رہا ہے
وہی خدا ہے
کسی کو تاج و وقار بخشے
کسی کو ذلت کے ہار بخشے
جو سب کے ماتھوں پہ مہرِ قدرت لگا رہا ہے
وہی خدا ہے
سفید اُس کا سیاہ اُس کا
نفس نفس ہے گواہ اُس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے بجھا رہا ہے
وہی خدا ہے

مظفر وارثی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں ہم ختم نبوت کا
مقام خاص ظاہر اس سے ہے شاہ رسالت کا

خبر دی ہر نبی نے اُن کی آمد کی زمانے کو
کیا دنیا میں ہر مرسل نے چرچا ان کی عظمت کا

خدا نے کی ہے شامل ہر فضیلت ان کی خلقت میں
تخصص ہے انہی کا نام لیں ہم جس فضیلت کا

کیا جب اہتمام انتخاب اصحاب دانش نے
ہوا مختص انہی کے نام اعزاز اوّلیت کا

کیا ہے اعتراف ہر دور کے تاریخ دانوں نے
محمد مصطفیٰ کی عبقریت، اکملیت کا

سبق آموز کردار محمد کا ہے ہر پہلو
حیات افروز ہر رخ سے مرے آقا کی سیرت کا

وقار حاصل ہوا انسانیت کو ذات احمد سے
وجود مصطفیٰ اوج و شرف ہے آدمیت کا

خیال اُن کے ادب کا اہل ایماں کو رہے ہر دم
شریعت کی یہی منشا، یہی مقصد طریقت کا

سہولت مجھ کو دار و گیر محشر میں دلائے گا
جو میرے پاس ہے اندوختہ اُن کی محبت کا

ازل سے ہم ثناء خواں ہیں شفیع روز محشر کے
ڈرائے گا ہمیں کیا دغدغہ روز قیامت کا

ازل میں جب خدا نے نعمتیں تقسیم فرمائیں
عطا فرمایا طارق کو خزانہ نعت حضرت کا

حضرت طارق سلطان پوری

اداریہ

عقیدے کے مطابق عقیدت

علامہ غلام مصطفی مجددی نوری

اسلام کا بہترین حُسن اس کا اعتدال ہے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک مختصر حدیث مبارک انسان کے تمام شعبہ ہائے زندگی کی اصلاح کے لیے کافی اور شافی ہے ،فرمایا:''خَیرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا''یعنی بہترین کام وہ ہے جواوسط اوراعتدال پرمبنی ہو،کسی بھی عمل میں یا نظریے میں تفریط کا شکار ہونا یا افراط کا شکار بننا دنیا وآخرت کے لیے تباہ کن ہے ،افسوس! آج ہمارے بہت سے آستانے افراط عقیدت کی وجہ سے تفضیلیت کی منازل طے کرتے کرتے رافضیت کے اندھیروں میں گم ہو چکے ہیں یا گم ہونے والے ہیں،دوسری طرف بہت سے مدرسے تفریط عقیدت کی بدولت ناصبیت کے مراحل سے گزرتے گزرتے خارجیت کی وادیوں میں کھو چکے ہیں یا کھونے والے ہیں،مشائخ اور علماء کی اس قدر تفاوت ومنافرت نے عوام الناس کو ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیا ہے،ایک طرف خاموش طریقے سے ایرانی سرمایہ اثر دکھا رہا ہے تو دوسری طرف نجد ستانی طریقہ مسلط ہو رہا ہے،اسلام کا تاریخی اعتدال لوگوں کی طبائع اور نصائح سے خارج ہوتا جا رہا ہے،حضرت عیسیٰؑ کے متعلق افراط اور تفریط کے خوفناک نظریے معرض وجود میں آئے ،عیسائیوں نے ان کو اتنا بڑھایا کہ خدائے قدوس کا فرزند پکارنا اور الوہیت میں شریک کار ٹھہرانا شروع کر دیا، یہودیوں نے اتنا گھٹایا کہ ان پر ان کی پاکدامن والدہ پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت و طہارت کے قائل تھے اور یہ نظریہ یہودیوں کو قبول نہیں تھا،آپ نے نہایت پامردی اور بہادری سے پوری قوم یہود کو ٹھکرا دیا مگر ایک پیغمبر برحق کی عزت و ناموس پر کوئی حرف نہ آنے دیا، یہ عیسائیوں پر بہت بڑا احسان تھا مگر افراط عقیدت کی رسیا قوم نصاریٰ نے اس بہت بڑے احسان کا کوئی احترام نہ کیا اور ساری زندگی آپ کے غلاموں سے الجھتی رہی، ہلال وصلیب کے تاریخی معرکوں سے کون واقف نہیں، صدیوں پر محیط ان جنگوں نے لاکھوں انسانوں کو خاک وخون میں لوٹا دیا مگر عقیدت فروشوں کو کوئی شرم محسوس نہیں ہوئی، آج صورتحال یہ ہے کہ نصرانی حضرت عیسیٰؑ کی

نبوت وطہارت کے قائلین یعنی اہل اسلام کی جان و مال کے دشمن ہیں لیکن ان پر الزامات کی بوچھاڑ کرنے والے قوم یہود کے جگری دوست ہیں اور اسرائیل جیسی دہشت گرد ریاست کے محافظ ہیں، نظریے کی ان دو انتہاؤں نے صرف ایک مقصد پر اتحاد کر رکھا ہے اور وہ مقصد ہے اسلام دشمنی، اس سے بڑا عجوبہ روزگار اور کیا ہوسکتا ہے، یہی حال کچھ ان لوگوں کا بھی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ہستیوں کے متعلق تفریط اور افراط کا شکار ہوئے، خارجی ان کو مسلمان بھی نہیں مانتے (معاذ اللہ) جبکہ رافضی ان کو خدائے قدوس کا شریک ٹھہراتے تھے اور ٹھہراتے ہیں، سوشل میڈیا پر بہت سے ذاکروں اور مجتہدوں کی ویڈیوز وائرل ہورہی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ لوگو! تم سے اللہ کی بندگی نہیں ہوگی، تم صرف علی کی بندگی کیا کرو، کوئی کہتا ہے کہ لوگو! قیامت کے دن اللہ فرمائے گا، کون ہے جو میرا دل بہلائے، آواز آئی میں تیرا دل بہلاؤں گا، پوچھے گا: تو کون ہے؟ آواز آئے گی میں علی ہوں، پھر باقی پنجتن پاک کا ذکر کرتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ لوگو! ہم علی کو انبیاء کے برابر نہیں مانتے بلکہ انبیاء سے افضل و اعلیٰ مانتے ہیں، یہ بھی افراط عقیدت کا شاخسانہ ہے کہ رافضیوں نے ''بارہ امام اور چودہ معصوم'' کا نظریہ ایجاد کیا اور سواد اعظم کے آستانوں میں پھیلایا، آج بہت سے جاہل پیر اور باپ دادے کی گدیوں پر براجمان جانشین اپنی دعا میں ''بارہ امام اور چودہ معصوم'' کے الفاظ استعمال کرتے نظر آتے ہیں، پچھلے چالیس سال کے دورانیے میں ''محافل نعت اور مجالس سماع'' کی صورت میں جو ڈرامہ ہوا اور بڑے بڑے ''گدھی نشینوں'' نے اس کی سرپرستی کی اور بڑے بڑے ''وعظ فروشوں'' نے افراط عقیدت کی بدولت بے شمار دولت اور شہرت سمیٹی اور بڑے بڑے ''نعت خون'' ممی ڈیڈی لباس میں مذہبی مجرے کرنے کے لیے نکلے، دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں سے کروڑوں روپے اکٹھے کیے اور دیکھتے ہی دیکھتے نئے ماڈل کی کاروں اور جدید رہائش گاہوں کے مالک بن گئے اور اس بے غیرتی کے مال کو ''نذر اللہ نیاز حسین'' سمجھ کر ہڑپ کرتے رہے اور اپنی نسلوں کو نوازتے رہے، اس میراث پٹنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سادات کے اکثر گھرانے تفضیلیت اور رافضیت کا لقمہ بن چکے ہیں، آج کوئی عالم دین اگر سواد اعظم کا صحیح عقیدہ بیان کرے یا حقائق پر مبنی تقریر کرے تو اس کو اہل بیت اطہار کا گستاخ سمجھا جاتا ہے، رافضی، شام، عراق پر قابض ہیں، ایران پر مکمل مسلط ہیں اور پاکستان جیسی واحد ایٹمی طاقت پر قبضہ کرنے کے زہریلے خواب دیکھ رہے ہیں اور ہمارے بزرگان دین کی نااہل

اولادوں کی وجہ سے ان کے مزارات پر کالے جھنڈے گاڑ چکے ہیں، ریاست پاک کے اہم عہدوں پر غالب آچکے ہیں، سرعام خلفائے راشدین اور امہات المومنین کی شان میں گستاخیاں کررہے ہیں، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کو علی الاعلان کا فروفاجر اور باغ فدک کا غاصب قرار دے رہے ہیں، ان فتنوں کا مقابلہ کرنے والے پہلے ہی کئی حصوں میں تقسیم ہیں اور باہمی سرپھٹوں میں مشغول ہیں یا کچھ ''شریف النفس'' ویسے ہی طبعی خاموشی یا ''ناموشی'' کا شکار ہیں اور تیل اور تیل کی دھار کے منتظر ہیں، اس خاموش بے حمیتی پر افسوس ہے، ہمارا اس ''پیغام نور'' اور ''المنتہیٰ'' میں یہی پیغام ہے کہ لوگو! عقیدت وہ رکھو جو عقیدے کے مطابق ہو اور عقیدہ وہ رکھو جس پر قرآن وحدیث اور آل واصحاب کی مہر توثیق لگی ہو، خود ساختہ تفریط سے بھی بچو اور خانہ زاد افراط سے بھی دور رہو، ہم سُنّی ہیں، سُنّی جگہ جگہ ''سنی کانفرنس'' کرواور صرف سنیت اور حنفیت کا پرچم بلند کرو، ان تمام ''گدھی نشینوں اور وعظ فروشوں'' کا بائیکاٹ کرو جو تمہیں عقیدت کی آڑ میں اغوا کر کے بدعقیدگی کے سمندر میں غرق کرنا چاہتے ہیں، حضرت امیر ملت علی پوری نے فرمایا تھا: لوگو! گاڑی بدل لو، جوتی بدل لو، کپڑا بدل لو، مکان بدل لو، حالات خراب ہو جائیں تو بیوی بدل لو لیکن دین اور عقیدہ نہ بدلنا گویا دین اور عقیدہ آل واصحاب کا عطیہ ہے، آل واصحاب دوفرقے نہیں، یہ ایک ہی گروہ اسلام ہے جس نے ہر دور میں امت محمدی کی راہنمائی کی ہے ؎

صدیق عکس حسن و جمال محمد است — فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثماں ضیائے شمع کمال محمد است — حیدر بہار باغ خصال محمد است
اِسلام مَا اطاعت خلفائے راشدین — اِیمانِ مَا محبت آل محمد است

ہم خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا:

سوشل میڈیا پر سچی جھوٹی خبروں کی بھرمار ہوتی ہے، ''مفتی گوگل'' نے اندھیر نگری چوپٹ راج کا ماحول تیار کر رکھا ہے، اڑتے اڑتے یہ خبر گرم بھی آرہی ہے کہ ہمارے امیر المجاہدین اور کنز العلماء کی ملاقات ہوئی اور باہمی اتحاد واتفاق کے ساتھ چلنے کا لائحہ عمل طے ہوا، یہ خبر گرم سن کر ہم نے اپنے بدن پر چٹکیاں کاٹیں کہ ہم کوئی حسین ونوشین خواب تو نہیں دیکھ رہے، کیا یہ عالم حقیقت ہے، کیا ہم سواد اعظم کے قائدین ذاتی حصاروں سے نکل کر قومی میدانوں میں ترک وتاز کرنا چاہتے ہیں، اس دور کے خارجی اور رافضی فتنوں کا علاج ہمارا اندرونی اتحاد ہے، صرف یہ دو علما نہیں، تمام اہل خبر اور اہل نظر علماو

مشائخ تحریک پاکستان کی طرح عشق رسول کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور مل بیٹھ کر اپنے مسلکی مسائل حل کر لیں تو اسلامی مسائل کا حل بھی نکل سکتا ہے، اس وقت قانون ساز اداروں میں سوادِ اعظم کی نمائندگی بہت ضروری ہے، صرف جلسوں، جلوسوں اور احتجاجوں سے کام نہیں چلے گا، سیاسی اور مذہبی بصیرتوں کی ضرورت ہے، سیاستدانوں کا کوئی مذہب اور عقیدہ نہیں ہوتا، وہ صرف ووٹ دیکھتے ہیں، آج تک ہمارا ووٹ سُنّی نہیں ہوا، ووٹ تو گجر ہے، پٹھان ہے، مغل ہے، ملک ہے، شیخ ہے، انصاری ہے، جٹ اور بٹ ہے، اس کو سُنّی بنانے کے لیے بہترین اتحاد و بہترین قیادت کی ضرورت ہے، یاد رہے، کہ سوادِ اعظم کی عزت و ناموس کی ضمانت رب کائنات کے پاس ہے، رسول موجودات کے پاس ہے، بس اس کی خدمت کے لیے کمربستہ ہو جائیں، فتح و کامرانی آپ کے قدم چومے گی، تمام فتنے خزاں کے پتوں کی طرح بکھر جائیں گے اور مطلع ہدایت صاف و شفاف ہو جائے گا، اپنی انانیت کا خول توڑ دیں، شجر سایہ دار سر نکالنے کے لیے آج بھی بے قرار ہے، یہ خبر گرم سچی ہے جھوٹی، خدا تعالیٰ جانتا ہے، ہماری یہ آرزو ضرور سچی ہے، ہماری دعا اور التجا ضرور سچی ہے ؎

تیرے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

البتہ کراچی میں ۱۲ ستمبر ۲۰۲۰ء کے روز یہ حقیقت ابھر کر سامنے آ گئی کہ اگر سوادِ اعظم ذرا سی انگڑائی لے تو لوگوں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے، حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا منیب الرحمٰن نعیمی، حضرت مولانا کوکب نورانی، حضرت مولانا مظفر شاہ قادری، حضرت مولانا ثروت اعجاز قادری اور دیگر علما کرام دامت فیوضہم کی قیادت میں ''تحفظ ناموس رسالت اور عظمت صحابہ و اہل بیت'' کے عنوان سے جو شاندار ریلی نکلی اس نے رافضیوں اور خارجیوں کی آنکھیں کھول دیں ہیں، میڈیا کے گھس بیٹھیے بھی جان چکے ہیں کہ جو مفتی چاند دکھاتا ہے وہ دن کو تارے بھی دکھا سکتا ہے، کراچی کے بعد لاہور کے زندہ دلوں نے بھی کمال کر دکھایا اور حضرت مولانا رضاء المصطفیٰ نقشبندی اور دیگر علما کی قیادت میں شاندار جلوس نکالا، محرم الحرام کی تابانیوں اور قربانیوں کے موسم میں لاہور کے در و دیوار عظمت صحابہ و اہل بیت کے نعروں سے گونج اٹھے، ہماری گزارش ہے کہ ان ''سکہ بند قیادتوں'' کو ذرا صبر و رضا کا دامن تھام کر ان قائدین اور عمائدین کو آگے کرنا چاہیے اور سوادِ اعظم کو بھی ان پر اعتماد کرنا چاہیے، کراچی اور لاہور کی ریلیاں بلکہ ریلے تازہ ہواؤں کا جھونکا ثابت ہوئے ہیں، ان کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے، خدا تعالیٰ سوادِ اعظم کو ترقی و عروج سے سرفراز فرمائے۔ ﴿آمین﴾

قسط نمبر 10

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی اسلوب

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

اسلوب نمبر 10

خالق کائنات نے دنیا میں صراط مستقیم اور آخرت کی فلاح دو قسم کی وحی پر ایمان لانے سے وابستہ کی ہے۔ ایک تو وہ جو خود نبی اکرم ﷺ پر وحی اتاری گئی آگے عام ہے کہ وہ وحی متلو (قرآن پاک) ہو یا وحی غیر متلو (حدیث پاک) ہو جبکہ دوسری وہ وحی جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء اکرام و رسل عظام پر آتی رہی۔ قرآن حکیم میں ہمیں صرف ان دو مذکورہ وحیوں کا ذکر ملتا ہے۔ دو وحیوں پر ایمان لانے کا مطالبہ ملتا ہے وحی کا کوئی تیسرا فرد نہیں جس پر ایمان لانے کا حکم ہو۔ قرآنی شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

☆ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرہ:4)

"اور جو ایمان رکھتے ہیں اُس پر بھی جو (اے نبی ﷺ) آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ اور اُس پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپؐ سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔"

☆ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرہ136)

’’کہو ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور جو کچھ نازل کیا گیا ہماری جانب اور جو کچھ نازل کیا گیا ابراہیمؑ اسماعیلؑ اسحاقؑ یعقوب اور اولادِ یعقوب کی طرف اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو کچھ دیا گیا تمام نبیوں کو ان کے ربّ کی طرف سے۔ ہم اُن میں سے کسی کے مابین تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔‘‘

☆ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا (النساء:60)

’’کیا تم نے غور نہیں کیا اُن لوگوں کی طرف جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اُس پر بھی جو (اے نبیؐ!) آپؐ پر نازل کیا گیا اور اُس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا وہ چاہتے یہ ہیں کہ اپنے مقدمات کے فیصلے طاغوت سے کروائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا کفر کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں بہت دور کی گمراہی میں ڈال دے۔‘‘

☆ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(الزمر:65)

’’اور (اے نبی ﷺ!) آپ کی طرف تو وحی کی جا چکی ہے اور جو (رسول) آپ سے پہلے تھے ان کی طرف بھی (وحی کردی گئی تھی) اگر آپ بھی (بالفرض) شرک کریں گے تو آپ کے سارے اعمال

بھی ضائع ہو جائیں گے اور آپ بھی نہایت خسارہ پانے والوں
میں سے ہو جائیں گے۔''

عزیزم!

آپ نے دیکھا دو وحیوں کا ذکر کیا گیا اور انہی پر ایمان لانے کا حکم ملا دوسری بات یہ کہ وحی پیغمبر پر نازل ہوتی ہے۔ چاہے وہ صاحب شریعت ہو چاہے پہلی شریعتوں کے تابع۔ قرآن حکیم میں اللہ کریم نے وحی کو مذکورہ دو قسموں میں بند کر کے بتلایا کہ نبی آخرالزمان کے بعد اصلاً کوئی وحی نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی جگہ نئی وحی پر ایمان لانے کا مکلّف ٹھہرایا گیا تو جب وحی ہمیشہ کے لیے مسدود کر دی گئی تو نبی کیسے ہوگا؟ (صاحب شریعت ہو یا کہ تابع شریعت)

قرآن حکیم کے مطالعہ سے بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ جہاں بھی انبیاء کا ذِکر یا وحی کا ذکر ملتا ہے سرکار دو عالم ﷺ سے پہلے کا ہی ملتا ہے بعد میں کسی چیز کا ذکر نہیں ملتا۔ قرآن حکیم میں اسی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ''مِنْ قَبْلِهٖ'' کے الفاظ 13 مرتبہ ''مِنْ قَبْلِكُمْ'' کے الفاظ 18 مرتبہ ''اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ'' کے الفاظ 8 مرتبہ آئے اور اسی طرح ''مِنْ قَبْلِنَا'' ''مِنْ قَبْلِهِمْ''، ''مِنْ قَبْلِكَ''، ''مِنْ قَبْلِ''، ''مِنْ قَبْلُ'' کے مختلف الفاظ سے قرآن حکیم نے پہلے نبیوں، رسولوں اور پہلے لوگوں کا ہی ذکر کیا اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد نئے نبی، رسول، امت کی آمد ہوتی تو کہیں نہ کہیں اس کا ذکر بھی تو ضرور ہوتا لیکن حاشا وکلّا ایسا ذکر ہی نہیں جس سے واضح ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی، رسول اور نئی امت کی باتیں سوائے اٹکل پچو کے اور کچھ نہیں۔

سوال: مرزائی کہتے ہیں کہ کسی چیز کا ذکر نہ کیا جانا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ چیز وجود میں ہے ہی نہیں اللہ نے آپ کے بعد وحی کا ذکر نہیں کیا مگر اس کا انکار بھی تو نہیں کیا یہ تو نہیں فرمایا کہ آپ کے بعد وحی نہیں کی جائے گی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان اقسام وحی کا ذکر کیا جا رہا ہو جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کفر وارتداد ہے تو ایسے میں نبی ﷺ کے بعد بقاء وحی فرض کیے جانے کی صورت میں آپ کے بعد والی وحی کا ذکر بھی یہاں ضروری تھا۔ ایسے مقام پر

اس کا ذکر ترک کرنا اس امر کی دلیل بین ہے کہ اس پر ایمان لانا ضروری نہیں اس کی مثال یوں ہے کہ بادشاہ کے سامنے تین آدمی کھڑے ہوں، بادشاہ ان میں سے دو کے متعلق حکم دے کہ ان دونوں کو ایک ایک ہزار درہم دے دو مگر تیسرے کا نام ہی نہ لے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کرے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حکم میں خیانت کرنے والا اور باغی ہے۔ اسی طرح بادشاہ کائنات رب العالمین جل شانہ نے نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی دو طرح کی وحی پر ایمان لانے کا حکم دیا مگر آپ کے بعد والی کسی وحی کا نام تک نہیں لیا نہ ہی اس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ تو اب کون ہے حکم ربی میں اضافہ کرنے والا؟

قابل غور نکتہ

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ مرزائی لوگ وحی تشریعی یعنی نئے احکام پر مشتمل وحی کو مسدود بتاتے ہیں جبکہ غیر تشریعی کو جاری مانتے ہیں۔ مگر ان آیات قرآنیہ نے یہ فرق بھی مٹا دیا ہے کیونکہ ''مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ'' اور ''مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ'' میں دونوں جگہ کلمہ ''ما'' عموم کے لیے ہے جو وحی تشریعی و غیر تشریعی دونوں شامل ہے۔ یوں کہہ لیں کہ صاحب شریعت انبیاء کی وحی، وحی تشریعی تھی اور غیر صاحب شریعت انبیاء کی وحی غیر تشریعی اور اللہ نے ہمیں دونوں پر ایمان رکھنے کا حکم دیا اگر حضور ﷺ کے بعد بھی وحی کی ان دونوں قسموں میں سے کوئی قسم باقی تھی تو اللہ نے اس پر ایمان لانے کا ہمیں حکم کیوں نہ دیا؟ کتنی عجیب بات ہے کہ جو وحی آج سے ہزاروں سال قبل انبیاء سابقین پر ہوتی رہی جو ہم سے زمانا بہت بعید ہے اس پر ایمان لانے کا حکم تو ہو اور جو وحی ہم پر اتر رہی ہو اس پر ایمان لانے کا حکم نہ دیا جائے؟ تو اظہر من الشمس ہو گیا کہ نبی ﷺ کے بعد اللہ نے ہر طرح کی وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب وحی کا دعویدار خدا پر جھوٹ باندھنے والا دجال و کذاب ہے۔

(دلائل ختم نبوت مع رد قادیانیت، قاری محمد طیب نقشبندی، ص 215)

مرزا قادیانی کی تحریف قرآن

جس طرح مرزا قادیانی کا نبوت و رسالت کے مسدود ہونے کے متعلق پہلے وہی عقیدہ

تھا جو کل امت کا ہے لیکن بعد میں خود نبوت ورسالت کا مدعی ٹھہرا اسی طرح دوسرے عقائد میں بھی وہ وہی عقائد کا حامل تھا جو امت کے علماء وصلحاء رکھتے ہیں۔لیکن آہستہ آہستہ وہ عقائد بدلتا گیا اور سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے نبوت ورسالت تک جا پہنچا (معاذ اللہ) وحی کے متعلق بھی اس کا عقیدہ ٹھیک تھا کہ وحی مکمل طور پر بند ہے چونکہ نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔لیکن جب اس نے معاذ اللہ نبوت کے مراحل طے کرنا شروع کیے تو اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے جو جی میں آیا لکھا۔ملاحظہ ہو:

> ''میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلے وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ ''سورۃ بقرہ آیت نمبر 4 میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ ''مَا اُنزِلَ عَلَیۡکَ'' سے قرآن شریعت کی وحی اور ''مَا اُنزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ'' سے انبیاء سابقین کی وحی اور ''آخرۃ'' سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔آخرت کے معنیٰ ہیں پیچھے آنے والی، وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے؟ سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہو گی۔کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے۔(قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، ص 115، بحوالہ تفسیر، ج2، ص63 از مرزا قادیانی)

مسجد آیا صوفیہ کی بحالی: تاریخی پس منظر

جس کے میناروں سے 86 سال بعد اذان کی آواز بلند ہوئی

ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق

بلاشبہ 10 جولائی 2020ء جمعۃ المبارک کا دن مسلم دنیا، بالخصوص ترکی کے مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا دن تھا۔ اس خوشی کا سبب 86 سال کے طویل وقفے، صبر آزما جدوجہد اور قانونی جنگ کے بعد جامع مسجد آیا صوفیہ کے میناروں سے توحید کی صداؤں کا بلند ہونا ہے۔

آیا صوفیہ جسے سینٹ صوفیہ اور حاجیہ صوفیہ (Hagia Sophia) جیسے مختلف ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ دنیا کی اس قدیم ترین عمارت کی بنیاد بازنطینی حکمران کونسٹنٹائن اوّل (Constantine) نے رکھی تھی۔ لیکن یہ عمارت اپنی موجودہ حالت میں شہنشاہ جسٹینین (Justinian) کے دور میں 532ء اور 537ء میں تعمیر کی گئی۔ ایک ہزار سال تک اسے دنیا کے سب سے بڑے گرجے اور عیسائیوں کے مذہبی و روحانی مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ اس عمارت کی سب سے نمایاں شے اس کا وسیع گنبد تھا، جسے سنبھالنے کے لیے کوئی ستون نہیں تھا۔ فنِ تعمیر کی یہ نمایاں خصوصیت اور خوبی دراصل اس کی خامی بھی تھی، کیونکہ بعد کے ادوار میں کئی زلزلوں میں یہ گنبد زمین پر آ رہا اور اس کی مرمت کرنی پڑی۔ اس کے علاوہ آگ لگنے سے بھی عمارت کلی یا جزوی طور پر تباہ ہوگئی اور مرمت کے مراحل سے گزری۔

بازنطینی دور میں قسطنطنیہ مشرقی رومی سلطنت کا مرکز تھا اور ساتھ ہی ساتھ آرتھوڈوکس کلیسا کی جائے پیدائش بھی۔ اس لحاظ سے ''آیا صوفیہ'' کو انتہائی مقدس حیثیت حاصل تھی۔ یہاں نہ صرف کہ بازنطینی شہنشاہوں کی تاج پوشی ہوتی تھی، بلکہ دوسرے مذہبی مراسم بھی ادا کیے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ ایک سیاسی اور عسکری مرکز بھی تھا، صلیبی جنگوں کے منصوبے یہیں تشکیل

پاتے تھے اور یہیں سے پوپوں کے ذریعے مسیحی حکمرانوں اور بادشاہوں کو متحد کیا جاتا تھا۔

1453ء میں قسطنطنیہ کی عظیم فتح کے بعد سلطان محمد فاتح نے ''آیا صوفیہ'' میں پناہ گزین عیسائیوں اور شاہی خاندان کے افراد کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا، جو یہاں آہ وفریاد کر رہے تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کی جانوں کی خیر نہیں۔ سلطان محمد فاتح نے آیا صوفیہ میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور رسول اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق ایک مبارک شہر کو فتح کرنے والے مبارک جرنیل کا لقب حاصل کیا۔

فقہ اسلامی اور اس وقت کے جنگی قوانین کے مطابق بزورِ تلوار فتح کیے جانے والے غیر مسلم علاقے یا ملک کی سب سے بڑی عبادت گاہ کو مسجد میں تبدیل کرنا حقِ فتح ہے۔ لیکن فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد فاتح نے اس عمارت کو اور آس پاس کی زمین کو اپنے ذاتی مال سے خریدا اور اس کی مکمل قیمت کلیسا کے راہبوں کو ادا کی۔ یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ سلطان نے اس مصرف کے لیے مسلمانوں کے بیت المال سے بھی قیمت نہیں لی بلکہ طے کردہ پوری قیمت اپنی جیب سے ادا کی اور اس عمارت اور زمین کو مسلمانوں کے مصالح کے لیے وقف کر دیا۔ خرید وفروخت کی دستاویزات آج بھی ترکی کے دارالحکومت ''انقرہ'' میں موجود ہیں۔

ترک حکمرانوں بشمول سلطان محمد فاتح نے اس کلیسا کے چاروں طرف چار مینار تعمیر کروائے۔ یہ چاروں مینار الگ الگ دور میں مختلف طرزوں میں تعمیر کیے گئے۔ یہ مینار آج بھی قائم ہیں اور آیا صوفیہ کو نمایاں طور پر ایک مسجد کا روپ دیتے ہیں۔ انیسویں صدی عیسوی میں عثمانیوں نے مرکزی ہال میں ایک خوبصورت محراب اور منبر کا اضافہ کیا اور مشہور خطاطوں کے خطاطی کے نمونے بھی نئی جامع مسجد میں رکھے گئے۔ 1453ء سے 1935ء تک، تقریباً 481 سال، آیا صوفیہ کی یہ عظیم عمارت مسجد کی حیثیت سے قائم رہی۔

''مسجد آیا صوفیہ'' کو میوزیم میں بدلنے کی تحریک سلطان عبدالحمید دوم کے زمانے میں شروع ہوئی، جس کا آغاز استنبول میں یہودیوں کے قائم کردہ رابرٹ کالج میں بازنطینیوں کی تاریخی عمارات اور نوادرات کی حفاظت کی خاطر ایک انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے ہوا۔ انسٹی ٹیوٹ کے کارپردازوں نے آیا صوفیہ کی حفاظت اور عجائب گھر میں تبدیلی کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔

اس سلسلے میں امریکہ اور دیگر مغربی ممالک سے مشنری، نام نہاد دانشور اور سیاست دان آنے لگے اور اپنے مطالبات شد و مد سے پیش کرنے لگے۔ جنگِ آزادی اور جمہوریہ ترکیہ کے قیام کے بعد ان کو مطلوبہ ماحول میسر آ گیا، اور آخر کار مصطفیٰ کمال اتاترک نے وزیر اعظم کو ہدایت دی کہ وہ آیا صوفیہ کی عجائب گھر میں تبدیلی کے لیے قانونی کارروائی کریں۔ وزیر اعظم نے مسودۂ قانون تیار کیا جو 1934ء میں منظور کر لیا گیا۔ جس کے بعد آیا صوفیہ کو کھولا گیا لیکن مسجد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عجائب گھر کی حیثیت سے۔ اس طرح مغربی ممالک اور ترکی کے لادین عناصر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے۔ خدا کے گھر کو عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے یہاں نماز پڑھنا ممنوع قرار دے دیا اور یہاں نماز پڑھنے کی کوشش کرنے والوں کو گرفتار کیا جانے لگا۔

آیا صوفیہ جب تک گرجا رہا اس کی دیواروں پر عیسائیوں کی مقدس شبیہیں بھی موجود رہیں۔ عثمانیوں نے مسجد کے تقدس کو قائم رکھنے کے لیے ان شبیہوں کو ایک خاص روغن سے ڈھانپ دیا تھا۔ لیکن 1934ء میں جب اس کی مسجد کی حیثیت کو ختم کیا گیا تو کمال پاشا نے یہ روغن صاف کروا کے ان شبیہوں کو دوبارہ اجاگر کروا دیا۔ ستمبر 2015ء میں جب ہمیں آیا صوفیہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تو یہاں اسلام اور عیسائیت کی علامات کا ایک عجیب امتزاج نظر آیا۔ ایک طرف خوبصورت منبر پر سنہرے حروف میں قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی والی تختیاں نظر آئیں، جب کہ دوسری طرف دیواروں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام اور عیسائی راہبوں کی شبیہیں بھی موجود تھیں۔

قسطنطنیہ کی عظیم فتح کی یادگار ''آیا صوفیہ'' جیسی تاریخی حیثیت کی حامل ایک عظیم عبادت گاہ کی مسجد میں تبدیلی محض مسلمانانِ ترکی ہی نہیں بلکہ مسلمانانِ عالم کی دیرینہ خواہش اور مطالبہ تھا۔ فنِ تعمیر کا شاہکار یہ عبادت گاہ تقریباً چار سو اکیاسی سال ایک مسجد کی حیثیت رکھنے کے بعد گزشتہ چھیاسی سال سے خدا کے گھر کی حیثیت سے محروم تھی۔ اس عرصے میں اس میں موجود قرآنی آیات، نقش و نگار اور خطاطی کے نمونوں کو ختم کر کے کلیسا سے متعلق مینا کاری، موزائیک اور مصوری کے نمونے کھود کھود کر نکالے گئے۔

عجائب گھر کے طور پر اس کی ابتر حالت اور بے حرمتی پر اہلِ ایمان کڑھتے رہے اور بار بار مطالبہ کرتے رہے کہ اس کی اسلامی حیثیت بحال کی جائے۔ اتاترک اور عصمت انونو کے دور میں اس سلسلے میں کوئی اجتماعی کوشش نہیں ہوسکی، البتہ ترکی کی ملّی سلامت پارٹی نے اسے باقاعدہ مطالبے کی شکل دی اور اس کے سربراہ پروفیسر نجم الدین ازبکان نے اس کا متعدد بار کھل کر اظہار کیا۔ ترکی کے اخبارات "ترکیہ" اور "ترجمان" نے آیا صوفیہ کو دوبارہ مسجد کی حیثیت دینے سے متعلق مہم کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں مختلف طبقہ فکر کے لوگوں کی آراء کو جگہ دی گئی اور "ترکیہ" نے دستخطوں کی ایک مہم شروع کی۔ دو تین ہفتوں میں دس لاکھ سے زیادہ دستخط حاصل کیے گئے اور انھیں متعلقہ حکام کو پیش کیا گیا۔ اسی دوران برسراقتدار مادرِ وطن پارٹی کے بعض اراکین قومی اسمبلی نے بھی ''آیا صوفیہ'' کے مسجد میں تبدیل کیے جانے سے متعلق مسودۂ قانون کو اسپیکر کے حوالے کیا۔ مادرِ وطن پارٹی کی مجلسِ قائمہ نے اس مسودۂ قانون کی منظوری دے دی۔ لیکن سرکاری جماعت میں اس مسودۂ قانون کے بارے میں اراکینِ اسمبلی کی آراء مختلف تھیں۔ زیادہ تر تعداد قدامت پسند اور قوم پرست ہونے کے باوجود مغربی ذہن کے لبرل خیالات کے حامی اراکین اور وزراء اتاترک اور لادینیت کے اصولوں سے انحراف کی ہمت کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ آیا صوفیہ کے مسجد میں تبدیل کیے جانے سے نہ صرف یہ کہ اتاترک کے فیصلے سے بغاوت ہوگی بلکہ اس سے ترکی کی لادینی حیثیت اور بیرونِ ملک وقار میں کمی ہوگی۔ مسودۂ قانون کے حامی لوگوں کا نقطہ نظر یہ تھا کہ آیا صوفیہ کی اصل حیثیت ایک مسجد کی ہے، اتاترک نے مغربی ممالک اور عیسائیوں کے دباؤ میں آکر اسے ایک عجائب گھر بنا دیا تھا، اور اب اسے مسجد بنا دینا اس کی سابقہ حیثیت کو بحال کرنا ہوگا۔

31 مئی 2014ء کو ترکی میں ''نوجوانانِ اناطولیہ'' نامی ایک تنظیم نے مسجد کے میدان میں فجر کی نماز کی مہم چلائی جو ''آیا صوفیہ'' کی مسجد بحالی کے مطالبے پر مبنی تھی۔ اس تنظیم کا کہنا تھا کہ انھوں نے ڈیڑھ کروڑ لوگوں کے تائیدی دستخطوں کو جمع کرلیا ہے۔ ترکی کی تاریخی یادگاروں، ماحولیات اور اوقاف کی ایسوسی ایشن نے 24 جون 2005ء کو ترکی کی اعلیٰ عدالت میں مقدمہ دائر کرکے مسجد کی حیثیت کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ تاہم عدالت نے یہ مطالبہ یہ کہہ کر مسترد کردیا کہ

میوزیم کا استعمال مسجد کی حرمت پامال نہیں کر رہا، لہٰذا آیا صوفیہ کو میوزیم ہی رہنے دیا جائے۔ چونکہ چیمبر کا فیصلہ کمزور دلائل پر مبنی تھا، لہٰذا 2016ء میں ترکی کے اوقاف کے مذکورہ ادارے نے دوبارہ اپنا مقدمہ دائر کر دیا، جس میں انھیں کامیابی حاصل ہوئی۔

''آیا صوفیہ'' سے متعلق ترکی کی اعلیٰ ترین عدالت کونسل آف اسٹیٹ کے حالیہ فیصلے کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس مقدمے میں کہیں یہ بحث ہی نہیں ہوئی کہ اس عمارت اور زمین کو مسجد ہونا چاہیے یا میوزیم یا گرجا گھر۔ اس حوالے سے بھی کوئی بات نہیں ہوئی کہ سلطان محمد فاتح کا اسے مسجد بنانا یا مصطفیٰ کمال اتاترک کا اسے عجائب گھر بنانا درست تھا یا نہیں۔ مقدمے کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ کیا حکومتِ ترکیہ کا اس عمارت پر قبضہ قانونی ہے یا نہیں؟

1923ء میں ترک جمہوریہ کے قیام کے بعد بھی 14 سال تک جامع مسجد آیا صوفیہ ایک نجی وقف کے پاس ہی تھی۔ سلطان محمد فاتح نے یہ مسجد براہِ راست حکومتی قبضے میں رکھنے کے بجائے ایک نجی وقف کے حوالے کی تھی جس کی قانونی حیثیت کو سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد بھی حکومتِ ترکیہ نے قبول کیا اور اس کی جمہوریہ ترکیہ میں باقاعدہ رجسٹریشن ہوئی۔ لیکن 1934ء میں مصطفیٰ کمال نے بغیر کوئی قیمت ادا کیے اس وقف کی اس جائداد یعنی مسجد آیا صوفیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کیس میں حکومتِ ترکیہ باقاعدہ فریق بھی نہیں تھی، تاہم سیاسی طور پر وقف کو ترکی کے صدر اردگان کی حمایت ضرور حاصل تھی۔ اگر حکومت چاہتی تو خود اپنے زیرِ انتظام عمارت کو مسجد بنا دیتی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ جب وقف نے عدالت میں دستاویزی ثبوت پیش کر دیے کہ یہ عمارت آرتھوڈوکس عیسائیوں نے سلطان محمد فاتح کو قیمت لے کر فروخت کی تھی اور محمد فاتح نے اسے اسلامی وقف کے حوالے کیا تھا، اور یہ کہ یہ عمارت اسلامی وقف کی ملکیت مسجد تھی، لہٰذا اتاترک کو ناجائز اور غیر قانونی اقدام کر کے اسے میوزیم بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا، تو عدالت نے وقف کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے آیا صوفیہ کی مسجد کی حیثیت بحال کر دی۔ واضح رہے کہ کسی گرجا گھر کو مسجد میں تبدیل نہیں کیا گیا، بلکہ ایک مسجد جسے عجائب گھر بنا دیا گیا تھا، اسے اس کی اصل حیثیت پر لوٹایا گیا ہے۔

حکومتِ ترکیہ نے عثمانی دستاویز ظاہر کر دی ہیں جس کے مطابق ''آیا صوفیہ'' کو سلطان محمد

فاتح نے ذاتی حیثیت میں خرید کر مسجد کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آیا صوفیہ 24 جولائی کو نماز جمعہ کے ساتھ باقاعدہ بطور مسجد کھلے گی۔ لیکن لوگوں نے ابھی سے آیا صوفیہ کے باہر نماز قائم کرنا شروع کردی ہے۔ جب تک آیا صوفیہ کو عجائب گھر کی حیثیت حاصل تھی، داخلے کے لیے ٹکٹ لینا ہوتا تھا۔ اب داخلہ بغیر ٹکٹ کے ہوگا۔ اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں، دونوں کے لیے مسجد کھلی رہے گی۔

ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے ترک قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آیا صوفیہ کو مسجد بنانے کا فیصلہ قبلہ اوّل مسجد اقصیٰ کی آزادی کی طرف پہلا قدم ہے، اِن شاء اللہ یہ فیصلہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرے گا اور ایک شاندار مستقبل کی نوید بنے گا۔

اس موقع پر ترک سیاست دان، صحافی اور شاعر عثمان یکسیل سردانگیجتی (osmanykselserdengeti) کو خراجِ تحسین پیش کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں، جنھیں آیا صوفیہ پر ایک نظم لکھنے کی پاداش میں پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔ اس تاریخی نظم کے آخری اشعار کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے:

آیا صوفیہ۔ اے محتشم عبادت گاہ! فکر نہ کرو، فاتح کی اولاد بہت جلد تمھارے بتوں کو الٹ دے گی، اور تجھے مسجد میں بدل دے گی۔

آنسوؤں سے وضو کرتے ہوئے سجدے کیے جائیں گے، تحلیل اور تکبیر کی صدائیں تیرے خالی گنبدوں کو دوبارہ بھر دیں گی، دوسری بار فتح ہوگی، فن کار اس کی داستانیں بنائیں گے، اذانیں اس کا اعلان کریں گی، خاموش اور لاوارث میناروں سے اٹھتی تکبیروں کی آواز دوبارہ فضا میں گونجے گی، پُر مسرت لشکارے دوبارہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں چمکیں گے، ساری دنیا فاتح کو دوبارہ زندہ ہوتے دیکھے گی۔ یہ ہوگا آیا صوفیہ! یہ ہوگا، دوسری بار فتح، موت کے بعد زندگی، یہ یقینی ہے، یہ دن قریب ہے، بلکہ کل، بلکہ کل سے بھی زیادہ قریب ہے۔

❁❁❁

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

مولانا اللہ وسایا

مئی، جون 2020ء میں قادیانیوں نے اپنے چینل سے مسلمانوں سے نو سوالات کیے۔ ان تمام سوالات کے تفصیلی جوابات، کے ٹی وی آفیشل کے لیے ریکارڈ کرائے گئے۔ تحریری جوابات کو سوشل میڈیا پر ڈالا گیا۔ اپنے رسائل میں شائع کیا گیا، علیحدہ پمفلٹ مرتب کیا گیا۔ اس کے بعد جولائی 2020ء میں قادیانیوں نے پروگرام کیے، ہمارے جوابات کے کسی جزء پر کچھ کہنے پر اکتفا کیا گیا۔ ہمارے مکمل جوابات کا مکمل جواب الجواب نہیں دیا "فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ" کا نمونہ بن گئے۔ ہم نے ان سے جو نو سوالات کیے تھے، اس سے تو وہ نو دو گیارہ ہو گئے۔ جواب دینے کی جرأت تو درکنار، ان پر کچھ کہنے کی سکت کا بھی اظہار نہ کیا۔ ہاں یہ شکوہ ضرور کیا کہ آپ (مسلمان) ہم سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ گویا قادیانیوں کو سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں، وہ تو مسلمانوں سے سوال کر سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو سوال کرنے کا حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس قادیانی کج روی پر تمام دنیا گواہ رہے۔

اب جولائی 2020ء میں قادیانیوں نے مسلمانوں سے مزید پانچ سوال کیے۔ سوال نمبر 1 کے تحت چار ضمنی سوال کیے۔ سوال نمبر 4 کے تحت تین ضمنی سوال کیے۔ سوالات پانچ اور ضمنی سوالات بارہ ہو گئے، ذیل میں ہم نے ان کے سوالات کے جوابات تحریر کیے ہیں اور اپنی طرف سے مزید بارہ سوال قادیانیوں پر قائم کیے ہیں۔ قادیانیوں کے پہلے نو سوالات اور اب کے 12 سوالات کے جواب سے ہم عہدہ برآ ہوئے۔ البتہ ہمارے پہلے والے نو سوالات اور اب کے 12، کل 21 سوالات کے جوابات قادیانی بزاخفشوں کے ذمہ قرض ہیں۔ دیکھیے قادیانیوں کے امور عامہ کے نہاں خانہ سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ ان 21 سوالات کے علاوہ پہلے سے امت کے سینکڑوں سوالات قادیانیوں کے نام، ہمارے پاس تیار پڑے ہیں۔ جن کی اشاعت کا ہم وعدہ بھی کر چکے ہیں۔ سردست قادیانیوں کے تازہ سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

قادیانی سوال نمبر 1

کیا کسی ملک کی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جماعت یا گروہ کے متعلقہ یہ فیصلہ کرے کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم؟

جواب:

آنجہانی مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے، جھوٹے مدعی نبوت کو سچا نبی ماننا ایک جھوٹ کو سچ قرار دینے کے مترادف ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جیسے چور اور ڈاکو کو حق بجانب قرار دینا، رات کو دن، اندھیرے کو روشنی، نابینا کو بینا، جاہل کو عالم قرار دینا، جہاں یہ جرم ہے وہاں یہ مشکل بھی ہے۔ قادیانی جماعت کا ہر فرد اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کی چکی پر جتا ہوا ہے۔ وہ جس ذہنی خلفشار سے دوچار ہیں، اس کا مظہر، یہ سوال ہے "یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ" شیطان نے اُن کو ایسے مخبوط کر دیا ہے، ایسے اُچک لیا ہے کہ وہ جھوٹ کو سچ قرار دینے کی ایسی خوفناک کوشش میں مبتلا ہیں کہ ان کا ہر قدم اندھیرے میں اٹھتا ہے۔ جہاں چہار سُوند امت کی دلدل انہیں جکڑ لیتی ہے۔

مثلاً اس سوال کو لیجئے! کاش قادیانی یہ سوال اس وقت اپنی قیادت سے کرتے جب ان کے چوتھے گرو مرزا ناصر، پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے یہ تحریری درخواست کر رہے تھے کہ قومی اسمبلی میں ہمارے (قادیانی) عقائد پر بحث کرنا ہے، تو ہمارا بھی مؤقف سنا جائے۔ چنانچہ اس وقت اپنے خلیفہ سے قادیانی یہ سوال کرتے کہ جناب! کیا کسی اسمبلی کو حق حاصل ہے کہ کسی کے متعلق مسلم و غیر مسلم کا فیصلہ کرے؟

قادیانی معترضین توجہ کریں کہ آپ کی قیادت خود درخواست دے کر قومی اسمبلی کی اس کارروائی کا حصہ بنی، تحریری طور پر اپنا مؤقف کتابی شکل میں پہنچایا۔ ایک دو دن نہیں، گیارہ دن۔ ایک آدھ بار نہیں، کئی اجلاس۔ چند منٹ نہیں، 41 گھنٹے قادیانی خلیفہ اپنے وفد کے ساتھ اس کارروائی میں شریک رہے۔ ان پر نہایت سنجیدہ اور عالمانہ جرح ہوئی، وہ صبح و شام سوالوں کا جواب دینے کے لیے مہلت پر مہلت مانگتے رہے۔ اس وقت تمہیں کیوں یاد نہ آیا کہ کسی اسمبلی کو مسلم و غیر مسلم کے فیصلہ کا حق حاصل نہیں؟

اب فیصلہ آ جانے کے بعد اس پر واویلا کرنا، اسے بعد از مرگ واویلا کہتے ہیں۔ پشتو کہاوت کے مطابق آپ کا یہ سوال وہ مُکّا ہے جو لڑائی کے بعد آپ کو یاد آیا ہے، اس کا بہترین مصرف آپ کا منہ ہے۔

2۔ قادیانی وظیفہ خواروں کو سوال کرنے کا مروڑ اٹھا ہے تو مرزا مسرور سے پوچھیں کہ جناب جب کسی اسمبلی کو مسلم وغیر مسلم کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تو آپ کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ اقدام کیوں کیا؟ سیانے کہتے ہیں ''خود کردہ را علاجے نیست۔'' غرض قادیانی خودنماؤں کے اس سوال کا مصرف ان کی اپنی قیادت ہے۔

3۔ قادیانی اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ اگر فیصلہ آپ کے حق میں ہوتا تو کیا آپ نے یہ سوال کرنا تھا یا پوری دنیا میں اس فیصلہ کو آسمانی دستاویز کی طرح مقدس قرار دے کر آسمان کو سر پر اٹھا لینا تھا؟ اوفریسیو! لینے اور دینے کے جدا جدا باٹ رکھنے کی پرانی رسم کو کیوں سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ وہی بات کہ محض جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے فعل بد کی سزا پا رہے ہو۔

4۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ خدع کرنا، سچ اور جھوٹ کو خلط کرنا، جس کو دجل یا تلبیس کہتے ہیں، اس مرض سے اگر نجات چاہتے ہو تو اپنی قیادت کی کرتوتوں پر غور کرلو، آپ میں سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔ کیا آپ کو بھول گیا کہ ستمبر 1974ء کی 4، 5 تاریخ کو قادیانی جماعت نے ملک بھر کی ٹیلی فون ڈائریکٹریاں منگوا کر ان سے پتے تلاش کر کے پورے ملک کے ہر بڑے شہر و قصبہ و دیہات کے مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں چناب نگر (سابق ربوہ) سے ایک ہی عنوان کا خط ارسال کیا کہ ''خدائی فوجیں نصرت کو آ رہی ہیں، دنیا کے کنارے تک تیرا نام پہنچے گا، تیرا نام پورا ہوگا۔''

کیا آپ کا موجودہ خلیفہ قسم اٹھا سکتا ہے کہ اس کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ خط نہیں بجھوائے تھے، کیا قادیانی قیادت اس واردات سے انکار کر سکتی ہے؟ یہ ایک اٹل حقیقت ہے، رہتی دنیا تک آپ اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ تمہاری پیش رو، باخبر اور خودساختہ، عقل مند قیادت کو یقین تھا کہ اسمبلی کا فیصلہ ہمارے حق میں آئے گا۔ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ ہوگا۔ مسلمان احتجاج کریں گے، کچل دیئے جائیں گے۔ 4، 5 ستمبر کو خطوط پوسٹ کیے، 6 ستمبر کو چھٹی ہوتی ہے۔ سات کو جب فیصلہ آئے گا، اسی دن یہ خط مسلمانوں کو ملیں گے۔ جب

تحریک کچلی جاچکی ہوگی۔ مسلمانوں کے دل ٹوٹے ہوئے ہوں گے، تو یہ خط ہماری صداقت کی دلیل بن جائے گا۔ یہی وہ تمہاری قیادت کی خوش فہمیاں تھیں جس کے تحت تم بڑے کروفر کے ساتھ اسمبلی میں گئے تھے۔ خدا کی قدرت، حق، حق ہے۔ باطل، باطل ہے۔ جب اسمبلی میں حق وباطل ایک دوسرے کے سامنے آئے تو قرآنی حقیقت پھر ایک بار افق عالم پر جلوہ بار ہوئی۔ ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا“ تمہارے خلیفہ وقیادت کی سب خوش فہمیاں بھول بھلیوں میں بدل گئیں، تمہاری خود ساختہ تمنائیں دم توڑ گئیں، تمہارے افسران، تمہارے جرنیل، تمہارا سرمایہ، مغرب کی سرپرستی وسفارشیں اور حکومت پر دباؤ سب ہباءً منثورا ہوا۔ تو فتح کے زعم میں پہلے سے جو خط تیار کیا تھا، قومی اسمبلی کے فیصلہ کے ساتھ یہ بھی تمہارے چہروں کو تمہارے دلوں کی طرح سیاہ کر گیا۔ بجائے فتح کے شادیانے کے، یہ ذلت کا تازیانہ بن گیا۔ جسے تم آب حیات سمجھتے تھے، وہی تمہارے لیے ماء سموم وزقوم بن گیا۔ تمہیں جو فتح کی امید تھی، وہ شکست اور پیام اجل بن گئی۔ تو اب اس سوال پر آ گئے ہو۔ جو سوال کرنے کا وقت تھا، اس وقت سوال نہ کیا۔ جن سے اب سوال کرنا چاہیے تھا، ان سے سوال نہیں کر پائے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ اب اس سٹیج پر آ گئے ہو۔ سوال کرنے والے قادیانیوں پر مجھے ترس آتا ہے، وہ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے جس جرم کی بھٹی میں جل رہے ہیں، اس کی تلخی بھی اس سوال کے ذریعے میرے سامنے ہے۔ لیکن سوائے اس کے میں دعا کروں کہ اس جھوٹ کی حمایت کی بیگار سے اللہ تعالیٰ ان کو خلاصی نصیب فرمائیں۔

5۔ قادیانی حضرات اگر نہیں بھولے تو ان سے درخواست ہے کہ جب فیصلہ آپ کے خلاف ہوا، آپ کی تمام حسرتوں کا خون ہو گیا۔ پہلے تو عرصہ تک آپ خاموش رہے۔ پھر پتہ چلا کہ اسمبلی کی کارروائی کو ٹاپ سیکرٹ قرار دے کر سربمہر کر دیا گیا اور یہ حکومت نے آپ کی خجالت چھپانے کے لیے کیا۔ آپ کو حوصلہ ہوا کہ دل کی مراد بر آئی۔ پھر ملک گیر پروپیگنڈہ شروع کیا گیا کہ اسمبلی کی کارروائی کیوں نہیں شائع کرتے۔ اگر کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا ملک قادیانی ہو جائے۔ اتنا بڑا پروپیگنڈا ہوا کہ کان پک گئے۔ قومی اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان کا بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ قادیانی شکر کریں کہ اسمبلی کی کارروائی ان حالات میں شائع نہیں ہوئی۔ ورنہ پورے ملک میں قادیانی منہ

اٹھانے اور آنکھ ملانے کے قابل نہ رہتے۔

اب جبکہ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے قومی اسمبلی کی قادیانی کیس کے متعلق مکمل کارروائی شائع ہوگئی ہے تو قادیانی بازی گر مؤقف پر مؤقف بدل رہے ہیں۔ یہ سوال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس موقع پر یہ عرض کیے بغیر چارہ نہیں کہ اس اسمبلی کی کارروائی میں مرزا ناصر نے بھی کئی دن کی جرح کے بعد خود تسلیم کیا کہ مسلمان ملک کی اسمبلی کو کسی گروہ کے مسلم و غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کرنے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کرنے کا مکمل حق حاصل ہے، مرزا ناصر کے قومی اسمبلی میں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا حوالہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ بابت بحالی حلف نامہ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ اس کیس میں ایک تنقیح بھی قائم ہوئی کہ اسمبلی یا عدالت کسی کو غیر مسلم قرار دے سکتی ہے؟ اسلامی سکالرز جو عدالت کے طلب کرنے پر عدالت کی معاونت کے لیے پیش ہوئے، انہوں نے قرآن و سنت سے دلائل دیئے کہ حکومت و عدلیہ قانون سازی یا فیصلہ کرسکتی ہے۔ فیصلہ میں ہائیکورٹ کے جج نے ان دلائل کو فیصلہ کا حصہ بنایا ہے، ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانیوں سے گزارش ہے کہ دنیا بھر میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ اسمبلی قانون ساز ادارہ ہے۔ ایک آدمی غیر مسلم ہوکر خود دھوکہ سے مسلمان کہتا ہے تو اس کی دھوکہ دہی کو روکنے کے لیے قانون سازی حکومت کے ذمہ فرض ہے، تاکہ معاشرے کو انتشار سے بچایا جاسکے۔

ان تمام حقائق کے باوجود بھی قادیانی اگر اشکال کرتے ہیں تو انہیں یقین کرنا چاہیے کہ تم ایک ایسی بات کہہ رہے ہو جس میں تم اکیلے ہو۔ کوئی انصاف پسند آپ کے ساتھ نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا ناصر تمہارے خلیفہ، تمہاری جماعت بھی تسلیم کرچکی ہے کہ حکومت کو ''مسلم کون غیر مسلم کون؟'' اس پر قانون سازی کا حق حاصل ہے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر 1:

سوال: ہماری جماعت کو صرف اس لیے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، کیونکہ ان کے خلاف فیصلہ کرنے والے اکثریت میں تھے۔

جواب: جواباً عرض ہے کہ اس سوال کا سادہ الفاظ میں مقصد یہ ہے ''کہ مرا تو اس لیے کہ

سانس نہیں آتا تھا‘‘۔نہیں معلوم کہ قادیانی اس سوال سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔جب ایک قانون ساز ادارہ میں قانون سازی کے لیے کوئی چیز پیش ہوتی ہے تو اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ ہمیشہ اکثریت کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ قادیانی معترض کا یہ کہنا کہ ’’وہ اکثریت میں تھے‘‘ یہ کہہ کر بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ گویا کچھ ممبران کے ووٹ قادیانیوں کے ساتھ بھی تھے،لیکن وہ تھوڑے تھے۔اگر یہ بات کرنا مطلوب ہے تو میرے خیال میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے بعد یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے، اکثریت، اقلیت کی بات نہیں۔قادیانیوں کے کفر کا مسئلہ جب پیش ہوا، پوری قومی اسمبلی کے اراکین نے متفقہ فیصلہ دیا۔ایک ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی کہ قادیانیوں کو کافر نہ کہو۔تو یہ اکثریتی فیصلہ نہیں، بلکہ متفقہ فیصلہ ہے،’’اکثریت فیصلہ کرنے والوں کی ہمارے خلاف تھی‘‘ کا تاثر دے کر بھی قادیانی دنیا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پوری اسمبلی میں موجود تمام حضرات اراکین نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد کے حق میں ووٹ دے کر متفقہ فیصلہ کیا تھا۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر2:

سوال: قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا کہ کوئی شخص کسی کو اختلاف کی صورت میں ذاتی حیثیت میں تو غیر مسلم سمجھ سکتا ہے،مگر حکومت کو یہ حق حاصل نہیں۔

جواب: قادیانی ذاتی وحکومتی بحث میں الجھا کر اپنے مردہ ضمیر کو کذب ودجل کا گلوکوز دینا چاہتے ہیں۔جو شخص یا جماعت جس کا بھی فیصلہ جس ادارہ کے پاس جائے گا،وہ کیس کی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ دے گا۔کیس شخصی ہوگا تو فیصلہ شخصی ہوگا۔کیس جماعتی حیثیت کا ہوگا تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا۔کفر واسلام کا فیصلہ عقائد پر ہوگا۔عقیدہ کفریہ فرد کا ہے تو فرد پر کفر کا فیصلہ ہوگا۔عقیدہ کفریہ جماعت کا ہے تو کفر کا فیصلہ جماعت کے متعلق صادر ہوگا۔پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا مسیحی افراد پر غیر مسلم ہونے کا فیصلہ من حیث الفرد ہوگا یا من حیث الجماعت،جب وہ جماعت ہیں تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا کہ وہ امت محمدیہ کا حصہ نہیں۔کیا ایک مسیحی کو غیر مسلم کہہ سکتے ہیں،جماعت کو نہیں؟ قادیانیوں نے اس سوال میں ایسی احمقانہ بات کہی ہے کہ ان کے دماغی افلاس پر ترس آتا ہے۔یہ سوال تو دائیں بائیں جوتے کی تمیز سے عاری شخص کی

نحوست لگتا ہے۔ جھوٹے نبی کو ماننے والے ایک جماعت ہیں۔ اب صرف افراد نہیں، پوری جماعت پر فتویٰ لگے گا۔ ہاں اس حکم کے نفاذ کے درجات ہیں۔ اگر کفر کا فیصلہ مفتی کا ہے تو وہ عدالت کے فیصلہ سے نافذ ہوگا۔ اگر فیصلہ قانون ساز ادارہ کا ہے تو یہ حکومتی فیصلہ ہوگا جو حکومتی قانون سے نافذ ہوگا۔

قادیانی اگر یہ بات سمجھنے کے لیے سنجیدہ اور غیر جانب دار ہوں، تو ایک مثال سے سمجھنا آسان ہوگا اور یہ وہی بات ہے جو مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں تسلیم کی۔ مثلاً ایک مسلم حکومت کے تعلیمی ادارہ میں غیر مسلم کے لیے سیٹ مختص ہے، ایک مسلمان محض داخلہ کے لیے جھوٹا ڈکلریشن داخل کرتا ہے کہ میں غیر مسلم ہوں۔ تو غیر مسلم داخلہ کا امیدوار اس جھوٹے ڈکلریشن کو چیلنج کر سکتا ہے کہ نہیں؟ کہ یہ شخص جھوٹ بول کر میرا حق مار رہا ہے۔ اس کی درخواست پر پرنسپل فیصلہ کرنے کا پابند ہے کہ آیا داخلہ کا خواہش مند سچ بول رہا ہے یا جھوٹ بول کر محض دھوکہ سے دوسرے کا حق مارنا چاہتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی عقل مند ایسا نہیں جو یہ کہے کہ پرنسپل کو فیصلہ کا حق حاصل نہیں۔ یہی کیس مجاز عدالت میں چلا جاتا ہے تو عدالت کے لیے فیصلہ کرنا لازم ہوگا کہ غیر مسلم اقلیتی سیٹ پر یہ داخلہ کا امیدوار مسلمان ہے یا غیر مسلم؟

اس مثال سے مرزا ناصر نے تسلیم کیا کہ ہاں فیصلہ کرنا ہوگا کہ مسلم کون ہے اور غیر مسلم کون ہے؟ سیٹ کس کا حق ہے، کس کو ملنی چاہیے۔ جس نے جھوٹ بول کر داخلہ لے لیا ہے، اس کے خلاف عدالت فیصلہ کی مجاز نہیں تو کیا گھسیٹی کا بیٹا یا ٹیچی کا چھیتا فیصلہ کرے گا؟ عدالت، قانون ساز ادارے، حکومت اور پھر اس کی قانون سازی کو چیلنج کرنا، روٹی پر راکھ رکھ کر کھانے والے کے احمقانہ اقدام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

قادیانی جماعت امت مسلمہ کو کافر کہے تو قادیانیوں کے نزدیک اس کو حق حاصل ہے لیکن اگر حکومت یا اس کے منتخب ساز ادارے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں تو پارلیمنٹ کو اس کا حق حاصل نہیں؟

قادیانی ضمنی سوال نمبر 3

سوال: جھوٹے اور سچے کے فیصلہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔

جواب: جھوٹ اور سچ، کفر و اسلام، دن اور رات، حق اور ناحق کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں شناخت کرادی ہے۔ کالا اور گورا، اندھا اور نابینا، احمق اور عقل مند کی دنیا میں شناخت نہ ہوسکے تو ایک منٹ کے لیے دنیا کا نظام نہ چل سکے۔ اسی طرح مومن وغیر مومن، مسلم وغیر مسلم کی تمیز کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں راہنمائی رکھ دی ہے۔ ورنہ نظام ہی قائم نہ رہے۔ کفر و اسلام، مومن وغیر مومن، حق و باطل کی تمیز پر شریعت کا نظام چل رہا ہے اور چلے گا۔ البتہ سچے اور جھوٹے کی جزاء و سزا کا اللہ تعالیٰ فیصلہ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ بایں ہمہ بعض مجرموں کو دنیا میں سزا دے کر نمونہ عبرت بنایا جاتا ہے۔ جب کہ ''وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ'' بھی حق ہے۔ باقی اس کے علاوہ ہٹ دھرمی اور باطل ہے، جیسا کہ یہ قادیانی اعتراض ہے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر 4:

سوال: قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا ہے کہ قادیانی سربراہوں کی طرف سے اپنی تحریروں میں غیر قادیانیوں کو کافر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ غیر قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا، اس لیے وہ مرزا قادیانی کے کافر ہیں۔ ورنہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔

جواب: اللہ رب العزت اس تاویل و دجل کرنے والے قادیانی کو ہدایت نصیب کریں۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کی جماعت کا لٹریچر مسلمانوں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ مرزا نے کہا ہے کہ ''ہر وہ شخص جس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔'' (تذکرہ ص607 طبع چہارم)

مرزا نے کہا ہے کہ ''ہر وہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا وہ بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص336 طبع چہارم)

ان دونوں عبارتوں میں دنیا بھر کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، وہ سب مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ سب جہنمی ہیں۔ وہ صرف مرزا کے کافر نہیں، بلکہ حقیقی کافر ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں۔ مرزا محمود نے کہا ہے کہ ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (ملعون قادیان) کی بیعت میں شامل نہیں، خواہ انہوں نے مرزا کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص35، انوار العلوم ج6، ص110)

''غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔''

(انوار خلافت، ص89، انوار العلوم، ج3، ص147)

''ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔''

(انوار خلافت ص90، انوار العلوم ج3، ص148)

''غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔'' (انوار خلافت ص91، انوار العلوم ج3، ص148)

''جس طرح ہندو و عیسائی کے چھوٹے بچے کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، غیر احمدی (مسلمانوں) کے بچے کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔'' (انوار خلافت ص93، انوار العلوم ج3، ص150)

اب قادیانی سائل کے پہلو میں دل کی جگہ پتھر نہیں تو وہ ان حوالہ جات پر غور کرے کہ ''قادیانی جماعت کسی فرد کو غیر مسلم سمجھتی ہے یا پوری دنیا کے مسلمانوں کو عیسائی، ہندو کی طرح غیر مسلم سمجھتی ہے۔'' قادیانی کرم خاکیو! بس کرو کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے گورکھ دھندا میں غرقاب رہو گے۔ آخر مرنا ہے یا نہیں، آخرت کی سزا و جزاء کو مانتے ہو یا نہیں؟ قادیانی سائل کا یہ کہنا کہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔ یہ دعویٰ بھی خوب ہے، کیا قادیانی ابوجہل، ابلیس، فرعون کو بھی کافر نہیں سمجھتے؟ ایک ایسی بات کہنا جس کے نتائج بھگتے نہ جا سکیں، ایسی حماقت ہے، جس کا تدارک کرنا تمہارے لیے ممکن نہیں۔ ہاں اگر ابلیس کافر تھا تو ہمارے نزدیک مرزا قادیانی ابلیس سے بھی بدتر کافر ہے۔ جس طرح تمہارے نزدیک ابلیس کافر، ہمارے نزدیک مرزا کافر۔ ہاتھ لا استاذ! کیسی کہی۔

قادیانی سوال نمبر 2:

سوال: اگر قادیانی جماعت کے پیروکار جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں تو قادیانی جماعت ترقی کیسے کر رہی ہے۔

جواب: حق و باطل کا معیار اکثریت اور اقلیت پر نہیں۔ حق والے کم ہوں یا زیادہ، امیر ہوں یا غریب، حق پر ہیں۔ باطل ہواؤں میں اڑے تو بھی باطل ہے۔ دنیا کی ترقی معیار نہیں۔ ورنہ ہمیشہ دنیا میں کفر کی حکومتیں ترقی پر تھیں اور ہیں اس وقت دنیا کی ترقی یافتہ سپر پاور طاقتیں غیر مسلم ہیں، کیا وہ حق پر ہیں؟ دنیا بھر کے چینلوں کی اکثریت فحاشی، عریانی کی داعی ہے، پھر عریانی و فحاشی حق پر ہے۔ غرض یہ معیار ہی سرے سے غلط ہے۔

1۔ اگر قادیانی جماعت کو شوق ہے اس ترقی کو معیار بنانے کا تو لیجئے۔ ہم آپ کا یہ شوق

بھی پورا کیے دیتے ہیں۔ایک وقت تھا قادیانی پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔اب ان کا چوہڑوں کے ساتھ آئین میں نام لکھا ہوا ہے۔کیا یہ ترقی ہے، اگر یہ ترقی ہے تو قادیانی جماعت کو مزید ان ترقیوں کی دعا کرنی چاہیے۔

2۔ایک وقت تھا کہ قادیانی پاکستان کے سربراہ بننے کے خواب دیکھتے تھے۔اب قادیانی جماعت کے چیف گرو اور لاٹ پادری کو پاکستان کی دھرتی پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں ایسی ترقیاں روز نصیب ہوں۔

3۔ہزارہا قادیانیوں نے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔انہوں نے ملعون قادیان کو وہاں لکھا، جہاں کچھ نہیں لکھا جاتا۔یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

4۔پوری دنیا کے مسلمان، شیطان سے زیادہ ملعون قادیان سے نفرت کرتے ہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

5۔آج بڑے سے بڑا قادیانی اپنے دفتر میں بیٹھ کر خود کو قادیانی کہنے سے اس طرح کتراتا ہے، جس طرح گندگی سے دنیا کتراتی ہے۔ایک مسلمان کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ قابل نفرت قادیانیت کا وجود ہے۔یہ ترقی ہے؟ تو تمہیں مبارک ہو۔

6۔دنیا بھر کی مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک، پاکستان سے جنوبی افریقہ تک، آزاد کشمیر سے عرب ممالک تک، بلکہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت دنیا بھر کے مسلمانوں نے قادیانی کفر پر اجماع منعقد کیا۔یہ ترقی ہے، تو تمہیں مبارک ہو۔

7۔اسی ماہ جولائی 2020ء میں پاکستان کی صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی، سینٹ نے ''خاتم النّبیین'' رحمت عالم ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ نصابی کتب اور سرکاری کاغذات میں لکھا جانا لازمی قرار دیا۔جبکہ فیصلہ بھی ہے۔(PLD 2019 islam Abad 62) اس سے ختم نبوۃ کا بول بالا اور منکرین ختم نبوۃ کا منہ کالا ہوا، یہ ترقی ہے تو تمہیں چندور چندارزاں ہو۔

8۔کسی زمانہ میں پاکستان میں ختم نبوت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔اب صدر، وزیر اعظم اس وقت تک صدارت، وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھ نہیں سکتے، جب تک کہ ختم نبوت کا حلف اٹھا کر جھوٹے مدعی نبوت سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کریں۔یہ تمہاری ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

9۔ دنیا کے تمام براعظموں کے مسلمانوں کے نزدیک تم (تمام قادیانی زریۃ البغایا) کافر ہیں۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

10۔ کسی مجلس میں کسی قادیانی کو کہہ دیں کہ تم قادیانی ہو تو وہ اس طرح کانپتا ہے جس طرح کہ اذان سے شیطان کانپتا ہے۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔ ہر قادیانی روح کے سرطان میں مبتلا ہے۔ ضرورت پڑنے پر قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب پر دستخط کر دیتے ہیں۔ ایسی ترقی تمہیں مبارک ہو۔

ہاں اگر پیسے کا نام ترقی ہے تو قارون قادیانیت سے زیادہ مال دار اور ترقی یافتہ تھا۔ اگر ڈش انٹینا کا نام ترقی ہے تو رات کو ڈش انٹینا والے قادیانیوں کے گھروں میں جو مرزا محمود کی راسپوٹینی منازل طے ہوتی ہیں، واقعی تمہاری اس ترقی کے ہم بھی قائل ہو گئے۔

مرزا محمود کے ہاں محارم کی تمیز نہ تھی، سگی بیٹی کے ساتھ مرزا محمود پر بدکاری کا الزام تمہارے قادیانیوں نے لگایا، تمہارے گھر کی کتابیں ہیں۔ یہ سب ترقی کے زینے ہیں، تو مسیلمہ وسجاح والی خیمے کی ترقی کے عقد و پیمان تمہیں مبارک ہوں۔ اس ترقی پر مبارک بادی کے بعد مزید ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ ترقیاں تمہیں مبارک۔ ہمیں اس سے معاف رکھا جائے۔ ہم جس طرح ملعون قادیان، شیطان مجسم سے پناہ چاہتے ہیں، ان ترقیوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

قادیانی سوال نمبر 3:

قرآن مجید سے بتایا جائے کہ دعائیہ کلمات (علیہ السلام، رضی اللہ عنہم) کسی دوسرے مسلمان کے لیے ادا نہیں کیے جا سکتے؟

جواب: مسلمانوں کی بات زیر بحث نہیں۔ ہمارے نزدیک مرزا قادیانی، ابلیس، ابوجہل، فرعون سے بڑا ملعون اور کافر تھا۔ اس کے لیے علیہ السلام، اس کے ماننے والے عبدۃ الشیطان، زریۃ البغایا، ابلیس کے چیلے، ان کے لیے رضی اللہ عنہ کا استعمال شریعت میں اجازت نہ قرآنِ سنت میں۔

قادیانی سوال نمبر 4:

سوال: مرزا قادیانی نے اگر انگریزوں کے اچھے کاموں کی تعریف کی تو اس میں حرج کیا ہے، کیا کسی غیر مسلم حکومت کی تعریف کرنا غلط ہے؟

جواب: مرزا قادیانی نے انگریز کے اچھے کاموں کی تعریف پر قناعت نہیں، بلکہ انگریز کے ایجنٹ، دلال، لوڈی، زلہ خوار، کفش بردار، جھولی چک، خوشامدی اور رذیل نوکری کی ٹی سی ایسا کردار ادا کیا جسے پڑھ کر خود قادیانی خجالت و رذالت کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ: (۱) اللہ تعالیٰ نے، رسول اللہ کی طرح انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ (۲) انگریز کے کافرانہ، جابرانہ اقتدار کو اپنے خود ساختہ الہام کی سند جواز بخشی۔ (۳) انگریز کی خوشنودی کو خدا کی خوشنودی کہا۔ (۴) انگریز کی مخالفت کو حرامیوں کا کام قرار دیا۔ (۵) انگریز سرکار دولت مدار کا خیر خواہ۔ (۶) انگریز گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ۔ (۷) خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ کوئی کتاب انگریز کے احسانات کے ذکر کے بغیر نہیں لکھوں گا۔ (۸) اپنی قوم کو انگریز کی سچی اطاعت و خیر خواہی کے لیے بلاؤں گا۔ (۹) انگریز گورنمنٹ کی ہمدردی کا پیغام۔ (۱۰) انگریز کی حمایت و اطاعت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ اس سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔ (۱۱) میرے ماں باپ بزرگ انگریز کے اتنے خیر خواہ نہ تھے جتنا میں ہوں۔ (۱۲) گورنمنٹ کا دلی جانثار۔ (۱۳) انگریز کی حمایت میں سترہ سال سے متواتر پرجوش رہا۔ (۱۴) انگریز گورنمنٹ سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی ہے۔ (۱۵) اللہ اس کے رسول نے مجھے انگریز کی حمایت کے لیے توجہ دلائی۔ (۱۶) انگریز اُوْلِی الْاَمْر ہیں۔ (۱۷) انگریز گورنمنٹ کا سایہ رحمت۔ (۱۸) پچاس ہزار کتابیں انگریز کی حمایت میں لکھیں۔ (۱۹) میرے باپ نے انگریز کو پچاس گھوڑے، پچاس لڑنے والے دیئے۔ (۲۰) میرے مرید انگریز گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور مطیع ہیں۔ (۲۱) میری بیعت کی شرائط میں انگریز کی اطاعت شامل ہے۔ (۲۲) انگریز گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دعا گو ہوں۔ (۲۳) انگریز گورنمنٹ ہمارے لیے مسلمان گورنمنٹ سے اچھی ہے۔ (۲۴) جہاد کی بیہودہ رسم۔ (۲۵) جہاد مطلقاً حرام۔ (۲۶) مکہ، مدینہ سے انگریز حکومت میں زیادہ آرام۔ (۲۷) ملکہ معظمہ زمینی نور، میں (مرزا) آسمانی نور۔ (۲۸) ملکہ کے نور نے مجھے زمین پر کھینچ لیا۔ (۲۹) گورنمنٹ کے لیے میں تعویذ ہوں۔ (۳۰) انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ یہ تمام تصریحات روز روشن کی طرح مرزا قادیانی کی تحریرات میں واضح ہیں۔ آخر میں اس کے بیٹے مرزا محمود کا اعتراف حق و سچ بھی ملاحظہ ہو۔

فخر اور شرم

حضرت مسیح موعود نے فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں، بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا، کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج20، نمبر3 مورخہ 7 جولائی 1932ء خطبات محمود ج13، ص500)

پرانا اعتراض

ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو۔ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔ (الفضل قادیان ج3، نمبر51، ص3، کالم1 مورخہ 19 اکتوبر 1915ء)

اعتراضوں کی پرواہ کرنی بھی نہیں چاہیے، بے شرم ولد بے شرم۔ غدار ابن غدار ہونے کا بھی تقاضا یہی ہے کہ بالکل شرم نہیں کرنی چاہیے؟ ''بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔''

ملعون قادیان کی ذلت آمیز خوشامد فرنگ اگر نبوت کا کام ہے تو پدر فرنگ اور پسر فرنگ (مرزا قادیانی) قادیانیوں کو مبارک ہوں۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر 1:

سوال: مزید یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے حبشہ کی حکومت کی بھی تعریف کی تھی؟

جواب: کاش قادیانیوں کے قریب سے شرم وحیا کا گزر ہو جاتا تو وہ ملعون قادیان کے ذکر کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کے ذکر مقدس کو جوڑنے کی جسارت نہ کرتے۔ لیکن وہ مارے بے شرمی کے مجبور، مقہور، مردود و مطرود ہیں۔ ایسا نہ کریں تو انہیں قادیانی کون کہے؟ حقائق کا قتل عام کرنے کی بجائے سینہ تھام کے سنو۔

جس شاہ حبش نجاشی کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے ذکر خیر فرمایا، وہ مسلمان ہوا۔ اس کا غائبانہ جنازہ رحمت عالم ﷺ نے پڑھایا۔ وہاں سے عیسائیت رخصت ہوئی، وہ اسلامی ملک کہلایا۔ آج تک اسلامی ملک ہے۔ اس خطہ کے نمائندہ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن نبی ﷺ تھے۔ آج بھی جب حج یا عمرہ کے لیے حبش کے وفود آتے ہیں، حرمین شریفین کی ایک ایک اینٹ مبارک، پیغمبر اسلام کی صداقتوں کا سراپا تذکرہ اور سراپا شاہد عدل بن جاتی ہے۔ کہاں رحمت عالم ﷺ کے فیوضات و برکات کی موسلادھار بارش تسلسل کے ساتھ چودہ صدیوں کی نورانی کرنوں کی شعاعوں کا ایمان افروز منظر اور کہاں زاغ برٹش، غلام افرنگ کی ٹیں ٹیں۔ دونوں کے تقابل کا تصور بھی سوئے ادبی، گستاخانہ اور احمقانہ جرأت ہے۔ سچ ہے کہ ہر قادیانی کا وجود اہانت رسول اللہ ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ ان کی بدفطرتی و کمینگی ملاحظہ ہو کہ ملعون قادیان کا رحمت عالم ﷺ سے تقابل کرتے ہیں۔

قادیانی غور فرمائیں! کہ کیا مرزا قادیانی کی یہ برکات انگریز گورنمنٹ کے لیے ظہور فرما ہوئیں؟ شرم باید کرد۔

ملعون قادیان نے خود کو آسمانی نور اور ملکہ برطانیہ کو زمینی نور قرار دے کر اپنی آمد کو ملکہ برطانیہ کی کشش کا مصداق قرار دیا۔ اس ممسوح الفطرت سے کوئی پوچھے کہ کیا ملکہ کے زمینی نور میں اتنی کشش تھی کہ تمہیں اپنے خطہ میں وہ کشش لے آئی۔ تمہارے نور میں کیوں اتنی کشش نہ تھی کہ تم اس کی روحانی ترقی کر دیتے اور وہ تثلیث کی بجائے توحید کی علم بردار بن جاتی۔

پھر ملعون قادیانی نے انگریز حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ اس کا جواب گورنمنٹ سے پانے کے لیے زور صرف کیا، جواب میں ایک سطر نہ آئی۔ اس نے ایک کلمہ شاہانہ سے سرفرازی کی التجائیں کیں۔ مگر انگریز حکمران نے اسے درخور اعتناء نہ سمجھا۔ ملعون قادیان نے اپنی تمناؤں کے تحائف بھیجے، انگریز گورنمنٹ نے ان تمناؤں کے حصہ اسفل پر وہ دُرّے رسید کیے کہ تمنائیں خون خون ہی نہیں، بلکہ خون کے فوارے جاری ہو گئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے بہت درشت کلامی کو اختیار کیا، مگر اس کی تمام تر ذمہ داری بھی قادیانی سائل پر ہے جس نے مرزا قادیانی کی ذلیل خوشامدی برٹش گورنمنٹ کے اثبات کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت سے غلط اور گستاخانہ و ملعونانہ استدلال کیا۔ قادیانیوں کو نہیں بھولنا چاہیے کہ تمہاری اس ملعونانہ

جرأت کے جواب میں ملعون قادیان کے رنگین خانگی رازوں کے چیتھڑے اڑانا اوراس کولیہ لیہ کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔تم ان حماقتوں سے باز نہ آئے تو نصرت...... کے ''چٹے لکڑ والی حکیمی روایت'' تک بات پہنچے گی۔

پھر تمہیں احساس ہوگا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت وناموس کی پاسبانی میں مسلمان کتنے حساس ہیں۔تم چاہتے ہو کہ معاملہ یہاں تک رہے تو مرزا مسرور کو اپنے گماشتوں اور اوباشوں کو سلیقہ سے بات کرنے کا گر سکھلانا ہوگا۔ورنہ تمہارے خلیفہ جس کے بیٹے کی شکل ڈرائیور سے ملتی تھی،قادیان کے قادیانیوں کے اس پر ناقابل تردید اور ہوش ربا تبصرے وتذکرے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔اس تھوڑے اشارہ کو کافی سمجھا جائے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر 2

سوال: قادیانی ٹی وی چینل کے مطابق قادیانی جماعت تو اب بھی انگریزوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

جواب: انگریزوں کے خلاف برسرپیکاری انگریزی کی ذلہ خوار۔پاکستان سے فرار ہوئے تو انگریز کے چرنوں میں جاکر آغوش مادر کی طرح سکون ملا۔ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے ان کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں،ان کے خلاف برسرپیکار کا دعویٰ کریں،تو یہی کہا جائے گا کہ ہماری بلی اور ہم سے ہی میاؤں۔یا زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا۔یا مینڈکی کو زکام ہوگیا۔لعنت بر پسر فرنگ۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر 3

سوال: قادیانی ٹی وی چینل کے مطابق مرزا قادیانی نے تو (نعوذ باللہ) انگریزوں عیسائیوں کے خدا کو مارڈالا (حضرت عیسیٰؑ کی حیات کے عقیدے کو ختم کیا) تو مرزا قادیانی انگریزوں کا غلام کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: سب سے پہلے تو توجہ طلب یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا ملعون وہ بدنصیب شخص ہوتا ہے جو کسی نبی کو مارڈالے۔اگر سیدنا مسیح علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر ورسول،صاحب کتاب نبی کو مارڈالا ہے تو مرزا قادیانی ابلیس سے بڑا ملعون تھا۔

2۔اگر مار ڈالا سے مراد دعویٰ وفات ہے اور مرزا قادیانی کے اس فعل کو قادیانی قابل غور سمجھتے ہیں، تو بھی قادیانیوں کے اس دعویٰ کے مطابق واقعاتی طور پر یہ یہود کا لے پالک و متبنّی تو ہوسکتا ہے، اس فعل کا داعی نہیں ہوسکتا۔اس لیے کہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مار ڈالنے کا سب سے پہلے دعویٰ یہود نے کیا تھا۔''اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ''قتل مسیح کے دعویٰ دار اس سے پہلے یہود تھے۔مرزا قادیانی نے بقول خود، یہود کے جھوٹے دعویٰ کی غلاظت اپنے منہ میں رکھ لی۔جس طرح یہود جھوٹے تھے، قادیانی بھی جھوٹا ہے۔فرق اتنا ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے یہود باپ ہیں، مرزا قادیانی ان کا بیٹا ہے۔ باپ یہود کے راستہ کو بیٹے مرزا نے اپنالیا۔اس راستہ پر چلا نہیں، بلکہ سرپٹ دوڑا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ قادیانیت کا وجود یہودیت کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے۔قادیانیت اپنے اصل کے اعتبار سے یہودیت کی طرف راجع ہے۔جس طرح یہود کے اس دعویٰ ''اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ '' کو قرآن مجید نے ''وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا'' سے رد فرمایا۔اسی طرح ملعون قادیان کے دعویٰ کو بھی ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ'' سے رد فرمایا۔ جس طرح ملعون یہود کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا، غلط اور کذب محض تھا۔اسی طرح ملعون قادیان کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا بھی کذب محض، دجل و تلبیس کا شاہکار اور غلط ہے۔اس دعویٰ کے باعث یہود ملعون قرار پائے۔اسی طرح اس دعویٰ کے باعث مرزا قادیانی بھی پر لے درجہ کا ملعون و کذاب قرار پاتا ہے۔اسے کہتے ''طابق النعل بالنعل'' یا ''جتھے دی کھوتی اوتھے آن کھلوتی۔'' یہود ہوں یا قادیانی، مسیح کو مارنے کے دعویٰ میں دونوں جھوٹے ہیں۔انہوں نے مسیح کو نہیں مارا بلکہ یہ کافرانہ مؤقف اختیار کر کے کفر کا پیالہ پی کر ذلت کی موت سے خود دوچار ہوئے۔

قادیانی سوال نمبر 5:

قادیانی جماعت کے ٹی وی چینل کے پروگرام میں قادیانی مربی کا کہنا تھا کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف کارروائی اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی، بلکہ بغاوت کی وجہ سے کی گئی تھی؟

جواب: پوری قدیم اسلامی تاریخ کی امہات الکتب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف بوجہ ارتداد جنگ کی گئی۔ ہر کتاب کے ہر صفحہ پر مسیلمہ کے ذکر کے ساتھ اس کے خلاف محاربہ کی وجہ، ارتداد کو قرار دیا گیا ہے۔ رہے مسیلمہ کے دوسرے شنیعہ افعال، ان کا تو جنگ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم ہوا جیسا کہ تاریخ میں مصرح ہے۔ بایں وجوہ بنو مسیلمہ قادیانی اپنی ہانکے جائیں تو لجام نار کے سواء ان کا کیا علاج ہے؟

اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں سے بارہ سوالات

قادیانیوں سے سوال نمبر 1

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے متعلق قرآن مجید میں: ’’بل رفعه الله اليه‘‘ ہے۔ کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر قرآن مجید میں کہیں دکھا سکتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہو: ’’ما رفعه الله‘‘

قادیانیوں سے سوال نمبر 2

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق بخاری شریف میں پانچ مقامات پر آیا ہے: ’’ينزل عيسىٰ ابن مريم‘‘ کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر تمام ذخیرہ احادیث میں کہیں دکھا سکتے ہیں جہاں آیا ہو: ’’لا ينزل عيسىٰ ابن مريم‘‘

قادیانیوں سے سوال نمبر 3

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق کتب احادیث میں مستقل ابواب موجود ہیں۔ کیا تمام قادیانی مل کر کتب احادیث میں کسی ایک جگہ میں وفات مسیح کا باب دکھا سکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 4

مرزا غلام قادیانی نے لکھا کہ: ’’سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کے کوئی نظیر نہیں ہوتی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، ص 6، خزائن، ج 17، ص 95)

قادیانی فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح علیہ السلام کا بروز ہوں۔ کیا امت میں سے آج تک کسی نے بروز مسیح ہونے کا دعویٰ کیا یا امت نے اسے صحیح مانا؟ نہیں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام رہ جاتا ہے؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 5

مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور اپنا عقیدہ بتایا کہ مسیح فوت ہو گئے۔ ان کی جگہ میں مسیح ہوں۔ کیا تیرہ صدیوں کے کسی مجدد نے اپنا وفات مسیح کا عقیدہ بتایا؟ کوئی اس کی نظیر لا سکتے ہو؟ نہیں تو اگر تیرہ صدیوں کے مجدد صحیح تھے تو مرزا قادیانی غلط اور اگر مرزا قادیانی صحیح تو تیرہ صدیوں کے مجدد غلط۔ مرزا فیصلہ کریں۔

قادیانیوں سے سوال نمبر 6

مرزا قادیانی نے کہا کہ ''اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی''۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص 1، خزائن، ج 18، ص 207)

اس دعویٰ پر پوری امت میں کوئی نظیر قادیانی دکھا سکتے ہیں کہ آج تک کسی امت کے فرد نے اُس کو محمد رسول اللہ قرار دیا ہو؟ (معاذ اللہ)

قادیانیوں سے سوال نمبر 7

مرزا قادیانی نے کہا کہ پوری امت سے نبوت کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقت الوحی، ص 391، خزائن، ج 22، ص 406)

''میں ہی مخصوص کیا گیا'' یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کی امت میں نظیر نہیں۔ مرزا قادیانی کا اقرار ہے جس کی نظیر نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی کسر رہ گئی؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 8

کیا تیرہ صدیوں کے کسی ایک مجدد نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔ کیا قادیانی کسی ایک مجدد یا تیرہ صدیوں کے کسی ایک قابل ذکر مفسر یا مؤرخ کا نام بتا

سکتے ہیں۔قیامت تک؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 9

مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص 31،خزائن، ج22،ص 33) پر کہا کہ: ’’انت قلت للناس‘‘ کا سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ہوگا۔‘‘ اور (ازالہ اوہام،ص 248، خزائن، ج3،ص 425) پر کہا کہ: ’’یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا......‘‘ کیا ایک ہی واقعہ میں زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں پائے جا سکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 10

مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات ص 526،خزائن ج 5 ص ایضاً) پر لکھا ہے کہ: ’’وفات مسیح کا عقیدہ مجھ پر کھولا گیا۔اس سے پہلے پردہ اخفاء میں رکھا گیا تھا۔‘‘ اگر پردہ اخفاء میں تھا تو پہلے کے بزرگ کیسے قائل تھے۔اگر وہ قائل تھے تو پھر پردہ اخفاء کیسا؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 11

مرزا قادیانی نے لکھا کہ: حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور رسالت کا کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج1،ص 230) آخری عمر میں مرزا قادیانی نے کہا کہ ’’میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔‘‘(حیات ناصر،ص 14)

جو مرزا قادیانی کے اول و آخر کی ان دونوں باتوں کو نہ مانے،کیا وہ اول و آخر مرزا کا منکر ہوگا یا نہ؟

قادیانیوں سے سوال نمبر 12

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ: ’’میں حجر اسود ہوں‘‘ (اربعین نمبر 4،ص 15،خزائن، ج17،ص 445 حاشیہ)

دنیا جانتی ہے کہ حجر اسود کو سنٹر میں چوما جاتا ہے،تو کیا پوری قادیانی ذریت میں ہے کوئی فرد جو......؟

"احوال و آثارِ فیضی": ایک تعارف

محمد ثاقب رضا قادری، مرکز الاولیاء لاہور

اللہ تبارک وتعالیٰ اخلاص والوں کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا، جبکہ دنیا میں مال و دولت کے اَنبار لگانے والوں کے نام ونشان بھی باقی نہیں رہتے۔ابوالفیض مولانا محمد حسن فیضی بھی سراپا اخلاص شخصیتوں میں سے ایک تھے۔جن کے بکھرے ہوئے علمی نوادرات اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے کتاب ''احوال وآثارِ فیضی'' میں جمع ہوگئے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ اُمید ہے کہ مولانا محمد حسن فیضی کو آنے والی نسلیں بھی خراجِ عقیدت پیش کرتی رہیں گی۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔(التوبۃ:۹/۱۲۰)

بے شک اللہ نیکوں کا نیگ(اُجر وانعام) ضائع نہیں کرتا۔

علمائے ربانیین سے بڑھ کر اُمتِ مسلمہ کا محسن کون ہوگا جن کو سیّد الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی رسالت کے دفاع اور دین کے دفاع کا منصب سونپا گیا ہے۔ان علمائے ربانیین کو اُن کے اعمالِ صالحہ کا اجر ربّ کریم دنیا و آخرت میں کب کب اور کن کن صورتوں میں عطا فرماتا ہے یہ تو ربّ کریم ہی جانتا ہے، تاہم یہاں ہمارے نزدیک ایک صورت یہ بھی ہے کہ ربّ کریم اُن کے ذکر کو زندہ وتابندہ اور اُن کے کارہائے علمی وتحقیقی کو باقی رکھتا ہے تاکہ بعد کے دَور کے متلاشیانِ علم اُن کی سیرت و کردار اور علمی وتحقیقی یادگاروں سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اُس کام کو آگے بڑھائیں جسے ان مقدس ہستیوں نے سالہا سال کے علم اور تجربہ کے بعد قلم بند کیا یا اپنے تلامذہ کے ذریعے آگے پہنچایا۔اس ضمن میں کسی مقدس ہستی کا ذکر یا اُن کی کسی تحریر اور علمی سرمائے کا کچھ عرصہ کے لیے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا بھی حکمتِ خداوندی سے خالی معلوم نہیں ہوتا۔ہوسکتا ہے کہ کچھ عرصہ پوشیدگی کے

بعد وہ علمی سرمایہ زیادہ بہتر انداز میں سامنے آئے اور اُن لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا سبب بنے جن کو اُس کی زیادہ ضرورت ہو یا وہ لوگ اُس کے زیادہ مستحق اور اہل ہوں۔ جیسے قرآن کریم کی سورۃ الکھف میں دو یتیم بچوں کی دیوار کو جناب خضر علیہ السلام نے اس وجہ سے سیدھا کر دیا کہ جب وہ بچے بڑے ہوں گے تو دیوار کے نیچے سے اپنا خزانہ نکال لیں گے، یعنی خزانے کو برآمد کرنے کا صحیح وقت ابھی نہ آیا تھا۔ عین ممکن ہے کہ بعض تحریریں جو ایک عرصہ تک نایاب ہو جاتی ہیں اور پھر اہل علم و تحقیق کے کھوج لگانے پر نئی سج دَھج کے ساتھ سامنے آتی ہیں تو اس اَمر میں بھی ایسی ہی کوئی حکمت پوشیدہ ہو کہ وہ اپنے وقت پر متلاشیانِ حق تک پہنچیں۔

مولانا محمد حسن فیضی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ آج مولانا کے وصال کو تقریباً ۱۲۰ سال گزر گئے ہیں اور اس دوران مولانا کی تحریریں بالکل نایاب ہو گئیں، جو مضامین اَخبارات و رَسائل میں شائع ہوئے اُنؔ کے متعلق کسی کو کبھی گمان ہی نہ گزرا کہ اُن کو محفوظ کر لیا جائے۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وہ اخبارات و رَسائل بھی نایاب ہو گئے۔ لیکن ربّ تعالیٰ نے اپنے اس مخلص بندے کی تحریروں کو کہیں نہ کہیں باقی رکھا اور جب چاہا اُن تحریروں کو پردۂ اِخفا سے نکال کر منصۂ شہود پر رکھ دیا۔ ہمارے حاشیۂ خیال میں بھی کبھی ایسا نہ گزرا تھا کہ ہم کبھی ان تحریروں کی تدوینِ جدید کر سکیں گے۔ بلاشبہ یہ ربّ رحیم و کریم کا احسان عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں اس کام کی توفیق عنایت فرمائی۔

مترجم قرآن، محسن ملت اسلامیہ، حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اَسلاف شناسی کا جذبہ اور ذوق و شوق بیدار کیا، اُن کی تصنیف: ''تذکرہ اکابر اہل سنت'' نے پاک و ہند میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی اور کسی تفریق کے بغیر اَسلاف کے کارہائے نمایاں کو اُجاگر کرنے میں عظیم کردار اَدا کیا۔ اُن کی یہ تصنیف علمی و تحقیقی مقالہ جات میں ایک مستند ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ ''ردِّ قادیانیت اور سُنّی صحافت'' جلد اوّل کے دیباچہ میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ ''سراج الاخبار'' (جہلم) کے متعلق ہمیں اوّلاً علامہ شرف قادری صاحب کی کتاب ''تذکرۂ اَکابرِ اَہلِ سنت'' سے ہی معلوم ہوا۔ اسی کتاب میں علامہ شرف صاحب نے اس خواہش کا اِظہار فرمایا تھا کہ اس اَخبار کی فائلوں کا سراغ لگا کر ان میں سے ختم نبوت کے متعلق تمام خبریں

اور رپورٹیں وغیرہ جمع کر کے شائع کی جائیں۔ علامہ شرف صاحب کے اس جملہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ راقم سالہا سال کی تلاش و جستجو کے بعد بالآخر سراج الاخبار کے سترہ (۱۷) سال کا ریکارڈ تک رَسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا، اور علامہ شرف صاحب کی خواہش کے عین مطابق اس ریکارڈ میں سے ختم نبوت و ردِّ قادیانیت کے متعلق تمام مواد کتابی صورت میں جمع کر دیا جو کہ ''ردِّ قادیانیت اور سُنّی صحافت'' کے عنوان سے مکتبۂ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔ یوں قادیانیت کے صحافتی مطالعہ کی فکر و ترغیب ہمیں اَوّلاً علامہ شرف قادری صاحب کے رُوحانی فیض سے حاصل ہوئی اور اسی فیض کا اَثر ہے کہ اس سیریز کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور مزید کام جاری ہے۔

اِس ساری تمہید کا مقصد یہی تھا کہ جس کام میں للّٰہیت ہوتی ہے ربّ کریم اُسے باقی رکھتا ہے۔ مولانا محمد حسن فیضی اور علامہ شرف قادری نے اپنے اپنے دَور میں للّٰہیت کے ساتھ دینِ متین کی خدمت کی تو ربّ کریم نے آج بھی اُن کا ذکر باقی رکھا ہے، اُن کی تحریریں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گی، اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنیں گی۔

''سراج الاخبار'' کی طرح مولانا محمد حسن فیضی کا اَوّلین تعارف بھی علامہ شرف قادری کی مذکورہ کتاب سے ہی حاصل ہوا۔ اور خاص طور پر اس بات نے زیادہ متاثر کیا کہ مولانا محمد حسن فیضی نے مرزا قادیانی کے متعلق عربی زبان میں بے نقط قصیدہ لکھا اور خود مرزا قادیانی کے رُوبرو ہو کر اُس کو اپنا بے نقط قصیدہ دِکھایا اور اُس سے یہ قصیدہ پڑھنے اور ترجمہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ مرزا قادیانی جو عربی زبان میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیتے نہیں تھکتا تھا اور ''اعجاز، اعجاز'' کی رَٹ لگایا کرتا تھا، اس قصیدہ کو دیکھ کر ایسا مبہوت ہوا کہ ایک لفظ تک نہ پڑھ سکا۔

مولانا محمد حسن فیضی پر یہ ربّ تعالیٰ کا خاص اِنعام ہے کہ ربّ تعالیٰ نے اُنہیں ایک مدعی نبوت کے دعویٰ کو باطل کرنے اور اُس کا سر شرم سے جھکانے کے لیے منتخب فرمایا۔ مرزا قادیانی کو مناظرہ و مباہلہ وغیرہ کی دعوت تو کئی علماء نے دی لیکن مرزا قادیانی نے ہمیشہ علمائے حق کے سامنے آنے سے گریز ہی کیا اور مختلف حیلہ سازیوں سے کام چلایا۔ لیکن یہاں مرزا قادیانی کو

جس ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا، اُس کا جواب اُمتِ مرزائیہ سے آج تک نہ بن سکا۔ (مولانا حسن فیضی اور مرزا قادیانی کے مابین اس دل چسپ مکالمہ کی رُوداد کتاب ''احوال وآثارِ فیضی'' کے باب اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔)

سراج الاخبار کے ساتھ مولانا محمد حسن فیضی کا بہت گہرا تعلق تھا۔ اس تعلق کا ایک سبب تو جہلم تھا، یعنی یہ اخبار جہلم سے چھپتا تھا اور مولانا بھی جہلم کے رہائشی تھے۔ علاوہ اَزیں مولانا فیضی کا سراج الاخبار کے مالک مولانا فقیر محمد جہلمی سے گہرا دوستانہ تعلق تھا، پھر اخبار کے مدیر مولانا کرم الدین دبیرؔ مولانا فیضی کے چچازاد بھائی اور برادرِ نسبتی تھے۔ یوں مولانا فیضی کی تحریریں اس اخبار میں بہت اہتمام سے شائع ہوتی رہیں۔

سراج الاخبار کا جو ریکارڈ ہمیں دستیاب ہوا، اُس میں سے مولانا فیضی کی نثری و نظمی کاوِشوں کو ہم نے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علاوہ اَزیں مولانا کی دو مطبوعہ لیکن نایاب کتابیں ''روض الربوا'' اور ''القرائض الفیضیہ'' کو بھی اس کتاب بھی شامل کر دیا ہے۔ مولانا فیضی نے سورۃ الفاتحہ کی بے نقط تفسیر بھی لکھی تھی جو کہ ہنوز (اگست ۲۰۲۰ء) شائع نہ ہوسکی۔ دورانِ تحقیق ہم نے اپنی مقدور بھر کوشش کی لیکن اس تفسیر کا سراغ نہ مل سکا۔ نہ ہی مولانا محمد حسن فیضی کے خانوادے کے کسی فرد سے رابطہ ہو سکا۔ اس تفسیر کے متعلق ہمارا گمان ہے کہ مولانا نے سورۃ الفاتحہ کی بے نقط تفسیر مرزا قادیانی کی جانب سے علماءِ حق کو تفسیر نویسی کا چیلنج دینے کے بعد لکھی بلکہ عین ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کی کتاب ''اعجاز المسیح'' کے جواب کے طور پر لکھی ہو، کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''اعجاز المسیح'' میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر ہی لکھی ہے۔

یہ کتاب، تقدیم اور دو اَبواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مولانا محمد حسن فیضی کے تعارف واَحوال بارے اہل علم وتحقیق کے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ لائق صد احترام جناب عابد حسین شاہ پیرزادہ نے ۱۹۹۳ء میں مولانا فیضی کے علاقہ ''بھیں'' کا دورہ کیا اور اُن کے خاندان کے لوگوں سے مل کر معلومات حاصل کیں، آپ نے اس حوالے سے اپنی یادداشتیں قلم بند کر رکھی تھیں جو کہ کتاب ہذا میں شامل کر دی گئی ہیں۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ مولانا

فیضی کی وفات اُن کی پیش گوئی کے مطابق ہوئی، اگر چہ اس دعوی کا جواب اُسی دَور میں مولانا کرم الدین دبیر نے دے دیا تھا لیکن راقم نے اُسی جواب کو بنیاد بناتے ہوئے کچھ اِضافات اور اُسلوب کی تبدیلی کے ساتھ ایک نیا مقالہ تحریر کیا ہے جس کا نام ''مولانا محمد حسن فیضی کی وفات بارے مرزا قادیانی کی پیش گوئی کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' رکھا ہے۔ یہ مقالہ بھی اس کتاب کے پہلے باب میں شامل ہے۔

دوسرے باب میں مولانا فیضی کی مختلف منظوم ومنثور تحریریں شامل کی گئی ہیں جو کہ سراج الاخبار کے مختلف شماروں میں یا اَلگ سے کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔

دوسرا باب تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ نثریات/مقالات، دوسرا حصہ منظومات اور تیسرا حصہ عکسیات۔

نثریات: پہلے حصہ میں ''حسد'' و''رَشک'' کے موضوع پر ایک منفرد اور طویل مباحثہ شامل ہے جو کہ مولانا ابوالدّرجات غلام جیلانی اور مولانا محمد حسن فیضی کے مابین شروع ہوا اور اس قدر طوالت اِختیار کر گیا کہ بانی اخبار مولانا فقیر محمد جہلمی کو مداخلت کر کے اسے روکنا پڑا۔ ہم نے دونوں حضرات کی تحریروں کو پیش نظر کتاب میں بالترتیب جمع کر دیا ہے۔

مرزا قادیانی کے خاص حواری اور مرزائی اُمت کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی قادیانی نے ایک مضمون ''اہل اسلام کی فریاد'' تحریر کیا اور علماء اسلام کو اس تحریر کا جواب دینے کا چیلنج بایں الفاظ دیا کہ ''اگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو ہم قیامت کے دن اُن علماء کے دامن گیر ہوں گے'' چنانچہ مولانا محمد حسن فیضی نے اس تحریر کا جواب تین اَقساط میں تحریر کیا جو سراج الاخبار میں شائع ہوا۔ مولانا فیضی کی مکمل تحریر بھی کتابِ ہذا میں شامل ہے۔

پہلے حصہ کے دیگر مشمولات میں مولانا محمد حسن فیضی کے مضامین۔ دنیا کی کیفیت، بندوق کے ساتھ شکار کی شرعی حیثیت، مکتوبات/مراسلات، تقاریظ اور رسالہ ''روض الربی فی حقیقة الربوا'' ہیں۔

رسالہ روض الربی: مولانا فیضی کا یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۸۹۸ء میں مطبع چودھویں صدی (راولپنڈی) اور دوسری مرتبہ ۱۹۱۲ء میں خادم التعلیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ مولانا

فیضی نے اس رسالہ میں بنیادی طور پر حکومتِ انگلشیہ کے زیر تسلط ہندوستان کی شرعی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں سے ضرورتاً سُود لینے کے جواز کا موقف اختیار کیا ہے۔ رسالہ کی ابتدا میں مولانا فیضی نے دارالاسلام، دارالحرب اور اس کی مختلف اَقسام بیان کرتے ہوئے کتب فقہ سے اُن کی تعریفات پیش کیں۔ بعد اَزاں کتاب ہدایت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دلائل پیش کیے ہیں۔ رسالہ کے اَخیر میں مولانا فیضی نے اپنے موقف کی تائید میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی فرنگی محلی کے فتاوی نقل کیے ہیں۔

منظومات: دوسرے حصہ میں مولانا فیضی کا کلام شامل کیا گیا ہے۔ مولانا فیضی کا بیشتر کلام ہمیں سراج الاخبار (جہلم) سے حاصل ہوا۔ اس میں عربی، فارسی اور اُردو قصائد کے علاوہ قطعاتِ تواریخ بھی شامل ہیں۔

مرزا قادیانی کی تردید میں مولانا فیضی کا قصیدہ عربیہ مہملہ بھی شامل ہے جو پہلی مرتبہ انجمن نعمانیہ (لاہور) کے 'ماہواری رسالہ' میں شائع ہوا، پھر سراج الاخبار میں شائع ہوا، اور تیسری مرتبہ بھی سراج الاخبار کے ایک ضمیمہ ''کاشف اَسرارِ نہانی رویدادِ مقدماتِ قادیانی'' میں شائع ہوا۔ بعد اَزاں مولانا کرم الدین دبیرؔ نے ''کاشف اَسرارِ نہانی'' کو کچھ ترمیم و اِضافہ کے ساتھ ''تازیانۂ عبرت'' کے نام سے غالباً ۱۹۳۲ء میں شائع کیا تو اُس میں بھی یہ قصیدہ شامل ہے۔ قصیدہ مہملہ کا اُردو ترجمہ اِحتساب قادیانیت کی جلد ۵۹ کے مرتبین نے کیا ہے۔ کتاب ہذا کے لیے اس ترجمہ پر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری نے نظر ثانی کی اور اسے مزید واضح اور بہتر بنا دیا ہے۔

مولانا سیّد چراغ علی شاہ سیالکوٹی کی وفات پر مولانا فیضی نے ایک مرثیہ عربی زبان میں تحریر کیا اور از خود اُس کا فارسی ترجمہ بھی کیا۔ سیّد نور محمد قادری مرحوم نے اس قصیدہ کا اُردو ترجمہ علامہ شرف قادری سے کروایا تھا۔ ہمیں اس قصیدہ کا عربی متن اور فارسی واُردو ترجمہ مع مکتوب مولانا محمد حسن فیضی، محترم سیّد عبداللہ قادری صاحب زید مجدہٗ نے عنایت کیا۔ چنانچہ یہ مرثیہ مع اُردو و فارسی ترجمہ کے کتاب ہذا میں شامل ہے۔

والی افغانستان امیر حبیب اللہ کی ہندوستان آمد پر مولانا فیضی نے تہنیتی اَشعار پر مشتمل کل تین قصائد (دو قصیدے عربی اور ایک فارسی) تحریر کیے۔ یہ قصائد ''صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ'' مرتبہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی میں شائع ہوئے اور کتابِ ہذا کے حصہ منظومات میں شامل ہیں۔

بیاض فیضی: پروفیسر محمد اقبال مجددی زید مجدہٗ نے مولانا فیضی کی ایک بیاض بارے نشان دہی فرمائی جو کہ اُن کے ذخیرۂ کتب مخزونہ پنجاب یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس کا ذکر اپنی کتاب ''فہرست مخطوطات ومصورات ذخیرۂ اقبال مجددی'' میں ۴۱۴ نمبر ''رسائل تصوف'' کے ذیل میں کیا ہے۔ ہم نے اس بیاض کا عکس شامل کتاب کیا ہے۔

القرائض الفیضیه فی الفرائض والولاء والوصية:

مولانا فیضی نے اس رسالہ میں مسائل وصیت ومیراث کو عربی زبان میں نظم کر دیا ہے۔ اس رسالہ کو مولانا فقیر محمد جہلمی نے سراج المطابع جہلم سے شائع کیا۔ سرورق پر مولانا حسن فیضی کا نام یوں تحریر ہے:

من تصانيف الاريب الاديب، اللبيب المصيب، فريد عصره و وحيد دهره، زبدة الفضلاء النبلاء، و عمدة الشعراء الفصحاء، ابوالفيض محمد حسن الفيضى ابن الحافظ نور حسن الحنفى۔

اس رسالہ میں کل سات قصائد ہیں۔ صفحات کی تعداد ۳۲ ہے۔ مولانا ابوالدّر رجات غلام جیلانی اور مولانا شیخ عبداللہ گجراتی نے قطعات تواریخ رقم کیے۔ اس رسالہ پر مولانا فیضی نے کثیر حواشی لکھے ہیں اور اکثر مقامات پر بین السطور باریک خط میں بھی توضیحات ہیں۔

ربّ کریم سے دعا ہے کہ محافظ ختم نبوت مولانا محمد حسن فیضی کی علمی وتحقیقی نوادرات کی اشاعت کو اہل علم وتحقیق کی ہاں مقبولیت عطا فرمائے اور مرتبین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

رپورٹ

چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس شکرگڑھ

گزشتہ سے پیوستہ امسال بھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پورے تزک واہتمام سے منعقد کی گئی۔ کرونا وائرس اور دیگر وجوہ کی بناء پر پروگرام شکرگڑھ سٹی کی بجائے آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پوردرس پر کیا گیا۔

حسب سابق مفتی غلام مرتضیٰ ساقی مدظلہ العالی اوران کے رفقاء علامہ حافظ شکیل احمد (دسری) حافظ نوید احمد چوہدری، محترم محمد عمر نمبردار، محمد حسنین ملک، قاری نعیم احمد سلطانی، چوہدری محمد صدیق شرفی، چوہدری محمد شفیق اور صاحبزادہ غلام حیدر ساقی نے سرکار تاجدار ختم نبوت سے اپنی وابستگی کا خوب اظہار کرتے ہوئے پہلے پبلک سٹی بعدازاں ہر طرح کی تیاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

ہر ماہ انگریزی کی 21 تاریخ کو آستانہ شریف پر چونکہ ماہانہ محفل ذکر وفکر ہوتی ہے۔ تو اس پروگرام کے ساتھ ہی کانفرنس کو ملایا گیا اس طرح 21 ستمبر بروز پیر بعد نماز مغرب محفل ذکر وفکر ہوئی بعدازاں آستانہ شریف کے کشادہ اور خوبصورت روحانیت سے بھرپور ماحول میں باہر صحن میں خوبصورت سٹیج سجایا گیا تھا۔

عالمی ایوارڈ یافتہ صاحبزادہ قاری غلام مجتبیٰ ساقی صاحب نے قرآنی آیات اپنے دل موہ لینے والے انداز سے پیش کر کے سینوں کو قرآن کے نور سے روشن کیا۔ ثناء خوانوں میں معروف شخصیت حافظ محمد اشرف شرفی مدظلہ العالی اور شکرگڑھ کے معروف مداح رسول اعجاز حسین شکرگڑھی اور صاحبزادہ غلام قادر ساقی شامل تھے۔ جنھوں نے اپنی محبتوں کے نذرانے پیش کیے۔

مصنف کتب کثیرہ خطیب بے بدل علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نے لوگوں میں شعور

ختم نبوت بیدار کرنے کے لیے بڑا جاندار اور فکر انگیز خطاب کیا۔

بعدازاں سفیر ختم نبوت استاذ العلماء خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ تعالیٰ نے شان ختم نبوت اور دفاع وعظمت صحابہ پر قرآن وسنت کی شہادتوں سے بھرپور خطاب ذیشان کیا۔

خصوصی خطاب کے لیے سابق قادیانی عظیم مبلغ ختم نبوت پروفیسر عرفان محمود برق مدعو تھے آپ نے قادیانیت کے ہتھکنڈوں سے عوام الناس کو آگاہ کیا جس سے لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔

بڑی کرم فرمائی وبندہ نوازی کہ آستانہ حضور مفکر اسلام کے سجادہ پیکر غیرت وحمیت صاحبزادہ عطاء الحق آسوی نقشبندی کی بھی جلوہ فرمائی ہوگئی جس کی بدولت پروگرام میں مزید رونق ہوگئی۔

صدارت کی کرسی پر متوکل علی اللہ استاذ الحفاظ پیر طریقت قبلہ حافظ قاسم علی ساقی مدظلہ تشریف فرما تھے یہ سب کام آپ کی ہی برکات ودعاؤں کا صدقہ ہے۔

اجتماع بھرپور اور بے مثل پروگرام تھا۔ استقبالیہ پر حافظ راحیل احمد چشتی نے خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظ اللہ تعالیٰ کی عقیدہ ختم نبوت پر لاجواب کتب کا سٹال لگا رکھا تھا جس سے پروگرام کی افادیت بہت بڑھ گئی تھی۔

اللہ کریم صاحبزادہ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی اور دیگر ساتھیوں کو مزید برکات دے توفیقات میں اضافہ ہو کہ تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت کی صداؤں سے عالم معطر ہوتا رہے۔

آستانہ چشتیہ خیریہ — زندہ باد

مفتی غلام مرتضیٰ ساقی اور ان کی ٹیم — پائندہ باد

محمد عارف شاہد گوندل......ایک قابل رشک ثناء خواں

تحریک ختم نبوت میں ایک ممتاز اور معروف علمی شخصیت مولانا حکیم عبدالغنی ناظم (جھیورانوالی، گجرات) کا نام آتا ہے جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں عملاً خصوصاً قلمی کام بھرپور طریقے سے کیا ہے آپ کی قلمی کاشت میں تین کتب کا نام آتا ہے۔ 1۔الحق المبین 2۔تناقضات مرزا 3۔اعتقادات مرزا ''اَلْحَقُّ الْمُبِیْن'' کی عقیدہ ختم النبوۃ (مفتی محمد امین قادری) جلد دس میں اشاعت ہو چکی ہے۔

حکیم عبدالغنی ناظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے وطن عزیز کے معروف ثناء خواں محمد عارف شاہد گوندل ایک عرصہ سے ان کتب کی جستجو میں تھے میرے اللہ کے فیصلے کہ گوندل صاحب کی یہ امید ہماری کتاب ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل سے بھر آئی اپنے آباء کے علمی ذخیرہ پانے کی اتنی مسرت کہ سپیشل جامعہ رحمت تشریف لا کر ملاقات و زیارت کا شرف بخشا اور محترم ''عقیدہ ختم النبوۃ'' سے ''الحق المبین'' پانے میں کامیاب ہو گئے۔ جذبہٗ صادق تھا قلیل عرصہ میں پروف ریڈنگ کروائی، اشاعت کے سارے مراحل سے گزرنے کے بعد ستمبر 2020ء میں اپنے دادا جان حکیم عبدالغنی ناظم کی لاجواب کتاب ''الحق المبین'' (جو مسئلہ حیات و رفع عیسیٰ علیہ السلام پر مرزائیوں کے دندان شکن جواب پر مشتمل ہے) خطیر رقم خرچ کر کے الگ کتابی شکل میں تقریباً 85 سال بعد شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ گوندل صاحب نے فقط بزرگوں کے ایصال کے لیے اشاعت کی ہے لہٰذا محبین و محققین کو مفت پیش کر رہے ہیں۔ عزیزم محمد عارف شاہد گوندل صاحب کی اس کاوش کو جتنا سراہا جائے کم ہے اللہ ایسی اولاد ہر کسی کو نصیب کرے۔ بلند اخلاق کے مالک اور ملنسار مرنجا مرنج شخصیت ہیں۔ ان کی طرح جو ثناء خواں صاحب استطاعت ہیں بالخصوص اور بالعموم ایسے علمی و مستقل کاموں پر بھی اپنا پیسہ خرچ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ظفر دارالکتابت داتا دربار لاہور سے کتاب کی اشاعت و ٹائٹل خوبصورت ہے۔

رابطہ نمبر: 0301-6266242

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

محمد عارف شاہد گوندل پائندہ باد